اسبابِ زوالِ امّت

مجاہدِ اعظم علامہ امیر شکیب ارسلانؒ

ناشر

کارخانہ تجارت کتب - آرام باغ ، کراچی

قیمت مجلد : - ۸ - ۱

Marfat.com

۲۹۷۶۹
۹۱۸ ث
۴۴۷۹۵
۳۵

Marfat.com

۶۲۶۰۷۲۶ ۲۹/۱۱/۰۲

فہرست مضامین

آیت انقلاب	۵	جنگ طرابلس کی مثال	۳۶
مقدمہ از قلم بشیر محمد مدیر "تذکرہ"	۶	جہاد ریف کی مثال	۴۲
تمہید از قلم سید محمد رشید رضا مدیر "المنار"	۱۰	زوالِ اُمت کا دوسرا سبب	۴۴
مکتوب شیخ محمد بسیونی عمران	۱۴	عزت اور آبرو کی موت	۴۶
جواب امیر شکیب ارسلان	۱۷	مراکش اور شام کے بڑے بڑے لوگوں	۴۹
زوالِ اُمت کا پہلا سبب	۱۸	کی غداریاں	
مسلمانانِ عالم کی حالت	۱۸	مسلمانوں کے مسلمان دشمن	۵۴
مسلمانوں کے گزشتہ عروج کا بنیادی باعث	۲۰	ایک قابلِ غور مثال	۶۲
ہمارے درمیان کس چیز کا فقدان ہے	۲۲	مسلمانوں پر تعصب کا الزام اور اسکی حقیقت	۶۳
آج کل کے مسلمانوں اور فرنگیوں کا مقابلہ	۲۶	زوالِ اُمت کے اہم اسباب	۶۷
صرف دُعائیں کافی نہیں	۲۹	جہالت	۶۷
عُذرِ لنگ اور اس کی تردید	۳۰	کم علمی	۶۷
فلسطین کی تازہ دردناک مثال	۳۲	اخلاق کا زوال	۶۷
دُنیا پر انگریزوں کا قبضہ	۳۴	علماء اور سلاطین کا زوال	۶۸

Marfat.com

خطرناک بزدلی اور مایوسی	۷۰	اصل سوال کی طرف رجوع	۱۰۷
جدید آلات نہ ہونے کا بہانہ	۷۳	تقلید آباء اور قدامت پسندی کے متعلق قرآنی تعلیم	۱۰۷
جدید علوم سے محرومی کا بہانہ	۷۴		
بزدلی چھوڑو، ہتھیار موجود ہیں	۷۴	اسلامی تہذیب اور مذہب سے بدگمانی	۱۱۳
مسلمانو! مایوس نہ ہو۔	۷۶	اسلامی تہذیب کا جلوہ	۱۱۵
دولت اور زندگی صرف کرو	۷۷	اسلامی تہذیب کے احسانات	۱۱۷
دولت کی محبت اور موت کا خوف	۷۹	اسلام باعثِ زوال نہیں	۱۲۰
الحاد پروری اور قدامت پسندی	۸۲	یونانی تاریخ کی مثال	۱۲۰
اقوام یورپ کی زندگی اور آزادی کا راز	۸۳	رومی تاریخ کی مثال	۱۲۲
		مذہب و تہذیب کی برتیت	۱۲۳
اہلِ جاپان کی مثال	۸۸	قدیم یورپ کا تنزل اور موجودہ ترقی کے اسباب	۱۲۶
کیا مذہب تعصب کا نشان ہے؟	۹۲		
تنگ خیال قدامت پسندوں نے اسلام کو کیا نقصان پہنچایا؟	۹۶	قرآن حکیم اور ترغیب علم	۱۲۹
		حامیان ترقی سے ایک آخری لفظ	۱۳۴
عمل و محنت کے متعلق قرآن حکیم کی تعلیم	۹۹	اختتامیہ	۱۳۶
قرآنی توکل کا مفہوم	۱۰۵		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ○

(الرعد - ۱۱)

اللہ تعالیٰ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا جو کسی گروہ کو حاصل ہوتی ہے، جب تک کہ وہ خود ہی اپنی صلاحیت نہ بدل ڈالے اور (پھر) جب اللہ چاہتا ہے کسی گروہ کو (اسکی تغیر صلاحیت کی پاداش میں) مصیبت پہنچے تو مصیبت پہنچ کر ہی رہتی ہے۔ وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی۔ اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اسکا کارساز ہو۔

Marfat.com

مُقدّمہ

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے | اسلام کا گر کر نہ اُبھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مَد ہے ہر جزر کے بعد | دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے

(حالیؔ)

دنیا کو شعراء و صوفیا نے عموماً کسی کارواں سرائے یا مسافر خانے سے تشبیہ دی ہے۔ بعضوں نے اسے ایک پُل قرار دیا ہے جو رہنے کے لئے نہیں بلکہ ایک بار گزر جانے کے لئے ہی۔ قوموں کے عروج و زوال پر نظر ڈالئے تو یہ تشبیہ بالکل صحیح ہے، اس کارواں سرائے ارضی میں حکمرانی و تاجداری کے مسافر یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور جاتے ہیں، اپنی اپنی باری سے ہر قوم تختِ اقبال پر متمکن ہوتی ہے پھر قانونِ انقلاب فیصلہ صادر کرتا ہے اور کسی دوسرے کے لئے جگہ خالی کر کے راہی فنا و تنزل ہو جاتی ہے۔

دُنیا خدا کا ایک گلّہ ہے اور وہ نوبت بہ نوبت مختلف قوموں کو اپنی نیابت دیکر بھیجتا ہے تاکہ اس گلّے کی حفاظت کریں۔ جو قوم اس فرضِ الٰہی کو ادا کرتی ہے تاجِ اقبال پر اس کا قبضہ رہتا ہے لیکن جب احکامِ الٰہیّہ کی سرکشی اور نافرمانی میں مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر اس قوم کا دورِ اقبال

Marfat.com

ختم اور آفتابِ حیات غروب ہو جاتا ہے اور حکمۃ الٰہیہ کسی دوسری قوم کو بھیج دیتی ہے جو اسکے آگے جُھک کر تمام انسانوں کو اپنے آگے جھکاتے۔

اس قانون کی بنا پر آغازِ عالم سے کتنی ہی قومیں خدا کی زمین کی وارث ہوئیں اور پھر دوسروں کے لئے جگہ چھوڑ کر خود ظلمت وگمنامی میں چُھپ گئیں۔ یہی قانونِ الٰہی تھا جس نے بنی اسرائیل کی عظمت وجبروت کا مسلمانوں کو جانشین اور وارث بنایا تاکہ آزمایا جائے کہ مسلمان اس امانت کی کیوں کر حفاظت کرتے ہیں؟

سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا ایک مختصر عرصہ کے سوا کبھی مسلمانوں نے اپنے آپ کو اس وراثت کا صحیح جانشین اور اس امانت کا اہل ثابت کیا۔

اس سطحِ ارضی پر کوئی نہیں جو اس سوال کا جواب اثبات میں دے سکے۔

اس کا اصل سبب بجز اس کے اور کوئی نہیں کہ اسلام پر کاربند رہنے کی رُوح ہم میں سے مفقود ہو چکی ہے۔ امر بالمعروف کا سبق بھلا دیا گیا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو فراموش کر دیا گیا ہے چنانچہ دنیا کے ہر خطہ میں مسلمانوں کی عزت ذلت میں تبدیل ہو چکی ہے، جہل ونادانی ان کی علامت ممتاز بن گئی ہے۔ حکومتیں چھن گئیں اور ناکامی وغلامی نے ان کا احاطہ کر لیا ہے۔

کیا اب بھی مسلمانوں کے اعمال میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ ان کے

Marfat.com

برگشتہ سروں کو خدا کے آگے جُھکایا جاسکتا ہے، ان کا گم گشتہ اخلاق، ان کا کھویا ہوا علم اور ان کی مفقود رُوحِ حیاتِ اسلامی کو پھر واپس لایا جاسکتا ہے؟ اگر ایسا ممکن ہے تو پھر اصلاح کی صورت وطریق کار کیا ہو؟ صرف اسی خیال نے ہر دور کے خدا ترس مسلمانوں کو بے چین رکھا ہے۔

علامہ سید رشید رضا مصری سے اُن کے شاگرد جاوا کے شیخ الاسلام محمد بسیونی عمران نے پوچھا تھا کہ مسلمانوں کے دینی اور دُنیوی زوال کے اسباب کیا ہیں؟ اس صدی میں دُنیا بھر کے اندر مسلمان کیوں ہر جگہ ذلیل وخوار نظر آتے ہیں؟ حالانکہ خدا تعالیٰ کا مسلمانوں سے یہ صاف وعدہ تھا وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (عزت اور سربلندی اللہ کے لئے ہے، اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہے) سوال یہ ہے مسلمانوں کی موجودہ ذلیل وزبوں حالت کو دیکھتے ہوئے یہ آیت کیوں کر صحیح کہی جاسکتی ہے؟

علامہ رشید رضا نے یہ مکتوب علامہ شکیب ارسلان کی خدمت میں بھیجدیا اور انہیں مجبور کیا کہ وہ "المنار" کے کالموں میں مذکورہ سوال کا جواب دیں۔ علامہ شکیب ارسلان ان دنوں جلاوطن تھے اور روس جرمنی، اسپین اور مراکش کی سیاحت کے بعد جنیوا (اٹلی) میں واپس تشریف لائے تھے۔ جونہی علامہ رشید رضا کا مکتوب آپ کو ملا، دِل کا درد بے اختیار

Marfat.com

قلم کی راہ بہہ گیا۔ جو اس کتابچہ کی صورت میں ہدیۂ ناظرین ہے ضرورت اور وقت کا تقاضا ہے کہ انتہائی غور و فکر کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ عالمِ اسلامی اس قعرِ مذلّت سے نجات پا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہمارے لئے گر کر اُبھرنا ابھی باقی ہے اور بشرطیکہ اُٹھانے والے کا ہاتھ بڑھ چکا ہے! وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

بشیر محمد
مدیر "تذکرہ"
کراچی
مارچ ۱۹۵۳ء

Marfat.com

مسلمانوں کے تنزل

اور

دوسروں کی ترقی کے اسباب

تمہید از قلم علامہ سید محمد رشید رضا (مرحوم)، ایڈیٹر "المنار"

سنہ ۱۹۳۰ ع

Marfat.com

مجھے میرے فاضل شاگرد شیخ محمد بسیونی عمران امام مہراجا جزیرہ سمبس بورنیو (جاوا) نے ایک خط لکھا ہے جس میں ہمارے مجاہد بھائی امیر البیان امیر شکیب ارسلان کو اس بات پر توجہ دلانے کی خواہش کی ہے کہ وہ خود تکلیف کر کے "المنار" کے لئے ایک مقالہ لکھیں اور اس میں اس عہد میں مسلمانوں کے ضعیف ہونے اور فرنگیوں اور جاپانیوں کے قوی ہونے کے اسباب واضح کریں اور لکھیں کہ ان قوموں کو حکومت، سیادت اور قوت و ثروت وغیرہ میں غلبہ حاصل ہونے کے کیا وجوہ ہیں؟ فاضل موصوف نے ایک اور خط میں لکھا ہے "آپ نے "المنار" میں دونوں امور کے اسباب کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اور امام شیخ عبدہٗ نے اسلام اور نصرانیت علم اور مدنیت کے ساتھ کے موضوع پر جو مقالات لکھے ہیں وہ میں نے پڑھے مگر میرا مقصود یہ ہے کہ اس موضوع پر امیر البیان خود اپنی وسیع معلومات اور پختہ آرا اپنے مخصوص اثرانگیز انداز سے سپرد قلم فرمائیں تاکہ مسلمانوں کے موجودہ حالات کی مناسبت سے ان کے دل و دماغ میں اثرات کی تجدید ہو جائے، ان میں سے جو غافل ہوں بیدار ہو جائیں، جو ناواقف

Marfat.com

ہوں آگاہ ہوجائیں اور جو سُست ہوں ان میں عمل کی چستی پیدا ہوجائے"۔
شیخ محمد بسیونی نے مذکورہ تجویز کی بنیاد ان سوالات پر رکھی ہے جو ان کے خط میں درج ہیں۔ یہ سوالات ایسے ہیں جن کی بدولت ناواقف اشخاص کے دل میں دین کی نسبت شبہات پیدا ہو سکتے ہیں (کہ شاید دین اسلام ہی مسلمانوں کے زوال کا باعث ہی) خود تلمیذ موصوف کا شبہہ اس لئے خارج از بحث ہے کہ وہ "مدرسہ دعوت وارشاد" میں ہمارے دروس اچھی طرح سُن چکے ہیں اور ہماری تحریروں کو خوب پڑھ چکے ہیں جن میں ہم نے بارہا لکھا ہے کہ جو لوگ اسلام کے دعویدار ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب ان کے لئے حُجت ہے وہ خود کتابُ اللہ کے لئے حُجت نہیں ہو سکتے۔

میں نے اس تجویز کو غنیمت جانا کہ اس کے ذریعے اپنے دوست امیر شکیب کو اس نوع کا مضمون المنار میں لکھنے پر آمادہ کرسکوں گا ورنہ میں خود ہی امیر موصوف کو ہمیشہ نصیحت کرتا رہتا ہوں کہ وہ مشرق و مغرب کے اخبارات ورسائل کے لئے جو اس کثرت سے مقالات لکھا کرتے ہیں اور دوستوں کے لئے خط وکتابت کا جو اتنا بوجھ اٹھاتے ہیں اس میں کمی کریں (اس لئے کہ ان مشاغل کی کثرت صحت پر اثر انداز ہوتی ہے)
چنانچہ مَیں نے شیخ محمد بسیونی کا خط وصول ہونے کے بعد امیر موصوف کے پاس بھیجدیا۔ انھوں نے کثرتِ مشاغل کی وجہ سے اس کے جواب میں تاخیر

Marfat.com

کی۔ جب وہ اُندلس کی حالیہ سیاحت سے واپس آئے تو ان کا دل اُندلس اور مغرب اقصیٰ میں قوم عرب کے تمدّنی مآثر دیکھ کر تازہ تاثرات سے معمور تھا اور وہ فرانس کی ان مساعی کے اثرات اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے تھے جو اس نے افریقہ کے عربوں کو عیسائی بنانے کے لئے زمین ہموار کرنے کی غرض سے کی تھیں اور اس مقصد کے لئے قوم بربر کو عیسائی بنایا تھا تاکہ جس طرح اگلے زمانے میں اسپین کی حکومت اندلس میں کر چکی ہے، یہ بھی ان عربوں کو اپنی غلامی کے جال میں جکڑ لیں۔ اس وقت امیر موصوف نے اس خط کا جو جواب لکھا ہے وہ ان کی بلاغت وپختہ کاری کی ایک اہم یادگار اور ان کے دلائلِ حکمت کی ایک پائیدار حُجّت ہے۔ اس خط میں ان کے وہی تاثرات نمایاں ہیں جن کی طرف اُوپر کی سطور میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اب تک امیر موصوف کی دینی غیرت اور علمی تبحّر کے سرچشمے سے جو فیضان ہوا ہے غالبًا یہ جواب اس سب سے زیادہ مفید اور منفعت خیز رہی۔ اس میں امیر شکیب ارسلان کا ماہرانہ کمال پوری قوت کے ساتھ جھلک رہا ہے اللہ انھیں مخلص مجاہدین کا بہترین ثواب عطا فرمائے۔

چکور اور شہباز سب اوج پر ہیں
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

(حالیؔ)

مکتوب

شیخ محمد بسیونی عمران

مغربی بورنیو (جاوا) ۲۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

حضرت مولانا الاستاذ المصلح الکبیر سید محمد رشید رضا مالک جریدۂ "المنار"

(اللہ ان کے وجودِ گرامی سے مجھے اور مسلمانوں کو نفع پہنچائے)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

امیر البیان علامہ امیر شکیب ارسلان نے "المنار" اور دیگر جرائد میں مختلف موضوعات پر جو معرکۃ الآرا مضامین لکھے ہیں انھیں جس شخص نے پڑھا ہوگا وہ اس امر سے بخوبی واقف ہوگا کہ امیر موصوف کا شمار اسلام کا دفاع کرنے والے بلند پایہ مؤلفین میں ہے اور وہ اسلام و مسلمانوں کی خدمت میں "المنار" اور اس کے ناشر و مالک کے لئے سب سے بڑی قوت ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ انھیں خیر و عافیت کے ساتھ تادیر زندہ و سلامت رکھے۔ ساتھ ہی میں آں محترم (صاحب المنار) سے استدعا کرتا ہوں کہ امیر موصوف سے فرمائش کریں کہ وہ میرے حسبِ ذیل سوالات کا جواب دینے کی زحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

(۱) مسلمان (خصوصاً ہم جاوا اور ملایا کے مسلمان) دینی و دُنیوی امور میں جس ضعف و انحطاط کو پہنچ گئے ہیں اور ہم میں جو انتی کمزوری اور پستی پیدا ہوگئی ہے کہ ہم میں اب نہ طاقت باقی ہے نہ کوئی قوت۔ اس کے

Marfat.com

کیا اسباب ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں فرماتا ہے "عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان داروں ہی کے لئے ہے"۔ تو وہ مومنین کی عزت اب کہاں ہے؟ اور کیا ایسی حالت میں کہ مومن ذلیل ہے اور اس کے پاس عزت کے اسباب میں سے کچھ نہیں بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ = عزت اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول اور مومنین کے لئے)

(۲) وہ اسباب کیا ہیں جن سے یورپ اور امریکہ کے لوگوں اور جاپانیوں نے زبردست ترقی کی ہے؟ کیا مسلمانوں کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کے ساتھ۔ ان اسباب میں ان لوگوں کی پیروی کر کے ان قوموں کی طرح ہو جائیں یا یہ بات ممکن نہیں؟

امیر شکیب ارسلان کی عنایت و مہربانی سے توقع ہے کہ وہ ان سوالات کا مفصل جواب رسالہ المنار میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے۔ اللہ انھیں اور حضرت الاستاذ مدیر المنار کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

محمد بسیونی عمران

Marfat.com

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گزری دنیا سے عزت ہماری نہیں کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہیں اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کے جیتے ہیں سارے

(حالی)

جواب

امیر شکیب ارسلان

Marfat.com

زوالِ اُمّت کا پہلا سبب

جانی اور مالی جہاد سے پہلو تہی

مُسلمانانِ عالم کی حالت مسلمانوں کا زوال اور کمزوری صرف جاوا اور ملایا کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ دُنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے، وہ مشرقی ہوں یا مغربی ایک امرِ عام ہے اور اگر اس میں کچھ فرق ہے تو کمی بیشی کا فرق ہے یعنی کہیں بہت زیادہ ہے اور کہیں بہت کم ہے کہیں سخت خطرناک ہے اور کہیں کم خطرناک ہے۔ مختصراً یہی کہنا پڑتا ہے کہ اس صدی کے مسلمانوں کی حالت دینی اور دُنیوی، مادی اور روحانی کسی رنگ میں بھی پسندیدہ نہیں ہے۔

ہم نے عام طور پر یہ دیکھا ہے کہ مسلمان اور غیر مسلم جہاں بھی مل کر آباد ہیں، مسلمان اغیار کے مقابلے میں ہر لحاظ سے پیچھے ہیں بلکہ میں اس زمانہ کے مسلمانوں میں سے کوئی قوم ایسی نہیں جانتا جو اغیار کے ساتھ ہو اور اغیار کے ہم پلہ ہو، سوائے **بوسنہ** کے مسلمانوں کے جو اپنے کیتھولک اور آرتھوڈکس عیسائی ہم وطنوں سے کسی لحاظ میں بھی کم نہیں ہیں۔

Marfat.com

بلکہ دونوں سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح رُوس کے مسلمان جنگ عظیم سے پہلے وہاں کے عیسائیوں سے بہتر تھے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں ہے کہ باوجودیکہ چینی قوم بہت پسماندہ ہے تاہم وہاں کے مسلمانوں کی حالت بدھوں سے بہتر ہے، بشرطیکہ ان کی اب تک وہی حالت ہو جو جنگ سے قبل تھی۔ ان ملکوں کے علاوہ جہاں بھی دیکھو وہیں مسلمانوں کی حالت اپنے ہموطنوں سے بدرجہا پست نظر آتی ہے۔

ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سنگاپور کے مسلمان وہاں کی دیگر اقوام سے حتیٰ کہ خود انگریزوں سے بھی زیادہ دولت مند ہیں۔ مجھے اس امر کا کافی علم نہیں ہے، تاہم اگر یہ سچ بھی ہو تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہمارے دعویٰ میں کوئی خاص فرق پیدا کر سکے۔

کچھ شک نہیں کہ آج کل عالمِ انسانی میں کئی مادّی اور رُوحانی تحریکات رونما ہیں اور ہر جگہ ایک قابلِ قدر بیداری نظر آ رہی ہے۔ یہ بیداری ایسی ہے جسے دُنیائے فرنگ خوب اچھی طرح سمجھ رہی ہے بلکہ گھبرا رہی ہے اور اس کی یہ گھبراہٹ اہلِ یورپ کی تصانیف سے عیاں ہے لیکن اس تحریکِ بیداری نے ابھی تک مسلمانوں کو اس قابل نہیں بنایا کہ وہ یورپ، امریکہ اور جاپان کے باشندوں کے برابر کہے جا سکیں۔

جب یہ حقیقت صاف ہو گئی اور ہم پر مسلمانانِ عالم کا زوالِ عام ثابت

ہو گیا تو ہمیں ان اسباب کو تلاش کرنا چاہیئے، جن کی موجودگی نے اسلام کو دنیا میں ایک ہزار سال تک سرداری کرنے کا اہل بنا دیا تھا اور جن کی عدم موجودگی نے مسلمانوں کو مشرق سے لیکر مغرب تک دنیا کا واحد آقا بنا دینے کے بعد اب اس قدر ذلیل و خوار کر دیا ہے کہ وہ تمام اقوام عالم سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ یہاں ہم تنزل کے وجوہات کا ذکر کرنے سے پیشتر ترقی کا ایک بنیادی سبب بیان کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں کے گذشتہ عروج کا بنیادی باعث

مسلمانوں کی گذشتہ ترقیات کا باعث حقیقی جزیرۃ العرب میں اسلام کا ظاہر ہونا تھا جس نے عربوں کے مختلف فرقوں کو ایک قوم بنا دیا، ان کی وحشیانہ زندگی کو متمدن زندگی سے بدل دیا، سخت دلوں کو نرم بنا دیا اور بت پرستوں کو خدائے واحد کے سامنے جھکا دیا۔ ان کی پہلی روحیں کھینچ لیں، اور بالکل نئی روحیں ان کے جسموں میں داخل کر دیں۔ اس اندرونی تبدیلی ہی سے ان میں اس قدر طاقت پیدا ہو گئی کہ وہ عزت و شان، علم و ہنر اور دولت و ثروت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ گئے اور پچاس سال کے عرصے میں آدھی دنیا کو فتح کر لیا اگر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخر میں اور حضرت علیؓ کی خلافت کے دوران میں نفاق باہمی کی تخم ریزی نہ ہوئی ہوتی تو مسلمان

Marfat.com

ضرور تمام دنیا کو فتح کر لیتے۔

مسلمانوں کے پچاس یا ستر سالہ کارنامے جن کی قوت کو حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کی خونریز لڑائیوں اور بنی امیہ اور ابن زبیر کی ہلاکت خیز جنگوں نے سخت نقصان پہنچایا تھا، تمام دنیا کے مورخوں اور فاتحوں کی عقلوں کو خیرہ کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ یورپ کا فاتح اعظم نپولین بوناپارٹ مسلمانوں کے اس عروج پر ہمیشہ حیران تھا اور کہا کرتا تھا "حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عربوں کو از سر نو پیدا کیا تھا اور انہیں ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے ہاتھ میں تلوار دے کر فرمایا تھا کہ جاؤ دنیا کو فتح کرو، حکومت کرو اور فائدے اٹھاؤ"۔

اسلام سے پہلے عربوں کی فتوحات اور اخلاقِ فاضلہ وغیرہ کے متعلق جو کچھ کتب تواریخ میں ذکر کیا گیا ہے وہ صحیح ہے اور اس کے آثار بھی اب تک باقی ہیں۔ اس بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ عربوں کا تمدن دنیا میں اس قدر پرانا ہے کہ لکھنا پڑھنا بھی انہی کے ہاں سے شروع ہوا تھا، تاہم اس امر میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ان کا تمدن اور ان کے کارنامے صرف عرب اور نواحِ عرب تک محدود تھے اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ عربوں پر ایک ایسا زمانہ بھی گذر چکا ہے جب کہ اجنبی لوگ ان کے گھروں کے اندر آگھسے تھے اور ان پر اپنی حکومت قائم کر کے انہیں

Marfat.com

ذلیل کر ڈالا تھا۔ چنانچہ ایک زمانہ میں عجمیوں کا یمن عمان اور حیرہ پر حبشیوں کا یمن اور رومیوں کا نواحِ حجاز اور شام پر قبضہ موجود تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اہلِ عرب کبھی بھی اسلام سے پہلے نہ تو صحیح معنوں میں خود مختار ہوئے، نہ دُور دراز ملکوں میں مشہور ہوتے اور نہ تاریخِ عالم کی فاتح اقوام میں شمار کیے گئے۔ مگر اسلام کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ سب کچھ ہو گیا اور دنیا نے بھی اسے تسلیم کیا۔

آئیے! اب اُن وجوہات کی تلاش کریں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث ہوتے اور اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ فاتحانہ اوصاف اب بھی مسلمانوں میں موجود ہیں یا نہیں؟

ہمارے درمیان کس چیز کا فقدان ہے

میں سائل سے کہنا چاہتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ میں مسلمانوں کو صرف زبان سے مسلمان کہلانے کے باعث، بغیر عمل کرنے کے عزّت دُوں گا تو یقیناً ہمیں یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ مومنوں کی وہ عزّت کہاں ہے جس کا خدا نے اعلان کیا تھا؟ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (ترجمہ:۔ غلبہ صرف اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنوں کے لئے ہے۔)

۱۱۷۲۹۵ [illegible]

Marfat.com

اگر خدا تعالیٰ کا وعدہ یہی تھا کہ میں زبان سے مسلمان کہلانے والوں کو عزت دوں گا تو ہمیں مسلمانوں کی ذلت پر یقیناً تعجب ہونا چاہیئے لیکن حقیقت حال یہ نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ نہ خدا نے یہ وعدہ کیا ہے، نہ خدا اپنے وعدہ سے منحرف ہوا، نہ قرآن کریم کے احکام بدلے بلکہ مسلمان خود بدل گئے اور اسی لئے ناکام ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو پہلے ہی دن مسلمانوں کو یہ تنبیہہ فرمائی تھی:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ؕ	خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اب اگر اس صاف اعلان کے باوجود بھی خدا مسلمانوں کو ذلیل نہ کرتا تو یہ موجب تعجب تھا اور خدا کے عدل و انصاف کے بھی خلاف تھا۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہ اچھی بات ہو گی کہ خدا نا اہل کو عزت دے اور ہل چلاتے اور بیج بوتے بغیر فصلیں پکا دے؟ اور کوشش کئے بغیر کامیابی عطا فرماتے اور اعمال کے بغیر امداد دے؟ اگر ایسا ہوتا تو تمام لوگ سستی اور کاہلی پر فدا ہو جاتے، اپنے اپنے کاموں کو پھینک دیتے اور بستروں پر ڈٹ کر لیٹ جاتے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ اس قانونِ قدرت کے جس پر خدا نے تمام کائنات کو قائم کیا ہے، خلاف ہوتا اور اس کے بعد حق و باطل میں اور نفع اور نقصان میں کوئی فرق باقی نہ رہتا، مگر یاد رکھئے کہ خدا اس قسم

Marfat.com

کے ظلم سے پاک ہے۔

اگر خدا کسی انسان کو بغیر کوشش اور محنت کے امداد دیتا تو اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لڑائیاں کرنے کے بغیر فتح مند کر دیتا اور ظاہری سامان کے بغیر کامیابی عطا فرماتا، مگر تم جانتے ہو کہ ایسا نہیں ہوا۔ خدا نے انہیں بھی پوری طرح آزمایا تھا اور پھر کامیابی عطا فرمائی تھی، لیکن اس کے خلاف تم ذرا اپنی حالت کو بھی دیکھو، تمہارے پاس خدا کی نعمت کے سو حصے موجود ہوتے ہیں مگر تم سو میں سے ایک یا دو حصے بھی خدا کی راہ میں نہیں دیتے اور خواہش یہ رکھتے ہو کہ خدا تمہیں بھی وہی عزّت اور وہی نصرت عطا کرے جو تمہارے ان باپ داداؤں کو حاصل ہوتی تھی جو سو میں سو، یا کم از کم بیشتر خدا کی راہ میں قربان کر دیتے تھے یاد رکھو یا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، خدا کبھی ایسا نہیں کرتا۔ یہ اس کے عہد کے خلاف ہے، عقل اور منطق کے خلاف ہے۔ خدا نے مومنوں کے ساتھ کبھی یہ شرط نہیں کی تھی، خدا نے مسلمانوں کے ساتھ کبھی یہ سودا نہیں کیا تھا، خدا کا وعدہ جو کچھ بھی ہے صرف یہ ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ	بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں بھی خرید لیں اور ان کا مال بھی اور اس قیمت پر خرید لیں کہ ان کیلئے بہشت (کی جاودانی زندگی) ہو۔ وہ

يُقۡتُلُوۡنَ وَيُقۡتَلُوۡنَ تف وَعۡدًا عَلَيۡهِ حَقًّا فِى التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِيۡلِ وَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ وَمَنۡ اَوۡفٰى بِعَهۡدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسۡتَبۡشِرُوۡا بِبَيۡعِكُمُ الَّذِىۡ بَايَعۡتُمۡ بِهٖ ؕ وَ ذٰ لِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ○	(کسی دنیوی مقصد کی راہ میں نہیں بلکہ) اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پس مارتے بھی ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ اللہ کے ذمہ ہو چکا (یعنی اس نے ایسا ہی قانون ٹھہرا دیا) توریت، انجیل، قرآن تینوں کتابوں میں (یکساں طور پر) اس کا اعلان ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون ہے جو اپنا عہد پورا کرنے والا ہو؟ پس (مسلمانو!) اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے چکایا، خوشیاں مناؤ اور یہی ہے جو بڑی سے بڑی فیروزمندی ہے!

کیا مسلمان اس وصف میں پورے اُترتے ہیں؟ کیا مسلمانوں میں صحابہ کرامؓ کی قربانیاں موجود ہیں؟ وہ صحابہؓ جو میدانِ شہادت میں خود اپنی موت کو تلاش کیا کرتے تھے۔ جب اُن کے غازی کفّار پر حملہ آور ہوتے تھے تو کہتے تھے "ہم جنّت کی خوشبو کو سُونگھ رہے ہیں"! اور اس نعرۂ جنگ کے ساتھ ہی دشمنوں پر اس وقت تک تلوار چلاتے تھے، جب تک اُن کے ہاتھ میں ہلنے کی طاقت باقی رہتی تھی۔ پھر جب وہ شہید ہو جاتے تھے تو اُن کے منہ سے نکلتا تھا، آج عید کا دن ہے۔ لیکن آرزوئے شہادت کے باوجود اگر وہ شہید نہ ہو سکتے تو وہ اپنی قوم میں غمزدوں کی طرح واپس لوٹا کرتے تھے۔

Marfat.com

آج کل کے مسلمانوں اور فرنگیوں کا مقابلہ

قرآن حکیم نے مسلمانوں سے جانی اور مالی قربانی کا مطالبہ کیا ہے مگر افسوس کہ آج کل کے مسلمانوں میں وہ غیرت باقی نہیں رہی جو اُن کے بزرگوں میں موجود تھی اور اس سے بھی زیادہ افسوس یہ ہے کہ اسلام کے دشمنوں تک نے اسلامی احکام کی پیروی شروع کر دی ہے حالانکہ یہ احکام ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ اسی جان اور مال کی قربانی کو دیکھتے تم ان کے سپاہیوں کو موت پر گرتے اور سنگین کے زخموں سے سرشار ہوتے دیکھو گے۔ یورپین اقوام نے جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں اپنی ہستی اور حقوق کے لئے جو جو قربانیاں کی ہیں وہ انسان کی عقل سے بالاتر ہیں۔ اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ جرمنی نے جنگ عظیم میں اپنے بیس لاکھ نوجوانوں کو قتل کرایا، فرانس نے چوبیس لاکھ، انگلینڈ نے چھ لاکھ کو اور اٹلی نے ساڑھے چار لاکھ کو۔ ایثار جان کے بعد مالی قربانی کا درجہ ہے۔ اس راہ میں اہلِ یورپ نے جنگِ عظیم میں جو روپیہ خرچ کیا اس کی تعداد حسب ذیل ہے۔

انگلینڈ نے تین ارب پونڈ، فرانس نے دو ارب پونڈ، جرمنی نے تین ارب پونڈ اور اٹلی نے پچاس کروڑ پونڈ۔ روس نے اپنی دولت کو اس کثرت سے خرچ کیا کہ ان کے ملک پر ہر طرف سے قحط کی مصیبت ٹوٹ پڑی

Marfat.com

اور پھر اسی قحط سے بالشویکی بغاوت نے جنم لیا۔

اب آپ بتائیے مسلمانوں کی کونسی قوم نے اس قدر قربانیاں کی ہیں؟

عیسائیوں کا حال آپ دیکھ رہے ہیں، وہ اپنی جانوں اور مالوں کو بے شمار اور بے حساب اپنی قوم اور وطن کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔ اب اگر اس کے بعد خدا تعالیٰ انہیں یہ عزّت و دولت اور شان و شوکت عطا فرماتا ہے اور مسلمانوں کو محروم رکھتا ہے تو اس میں تعجب کیا ہے؟

کہا جائے گا کہ مسلمان غریب ہیں اور اُن کے پاس اس قدر دولت نہیں کہ وہ اس طرح وسعت کے ساتھ خرچ کر سکیں۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں سے زیادہ نہیں مانگتے۔ ہم ان سے جو کچھ مانگتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ وہ ابھی اپنے درجہ اور حیثیت کے مطابق خرچ کریں۔ کیا مسلمانوں میں کوئی ایسی قوم بھی مل سکتی ہے جو اپنی حیثیت کے لحاظ سے عیسائیوں کی طرح خرچ کر رہی ہو؟ عیسائیوں کی مثال گذر چکی ہے۔ ان میں سے بعض تو میں ایسی ہیں جنہوں نے اپنی تمام دولت کا نصف حصّہ جنگ اعظم میں خرچ کر ڈالا مگر مسلمانوں میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے، جس نے قومی یا شخصی حیثیت کا دسواں حصّہ بھی قربان کیا ہو مسلمانوں میں ایسا کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب ترکوں نے یونانیوں کے بالمقابل اپنی جانوں اور مالوں کو بے دریغ قربان کیا تو وہ کس طرح

Marfat.com

کامران ہوتے ؟ انہوں نے یونانیوں کو ایسی بڑی شکستیں دیں جو کبھی کسی کے وہم وخیال میں بھی نہیں آئی تھی۔ اہلِ یورپ نے تُرکوں کو ذلیل وخوار کرنا چاہا تھا مگر وہ از سرِ نو خود مختار ہو گئے۔ ہر مسلمان کو سمجھنا چاہئے کہ ترکوں کو یہ بے مثال کامیابی مُفت حاصل نہیں ہوئی۔ اُن میں سے بعض نے اپنی دولت کا تیسرا حصّہ اور بعض نے پورا نصف جنگ کی راہ میں قربان کیا ہے۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب بھی مسلمان اپنے دین کے احکام پر عمل کرتے ہیں، اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں یا کم از کم آج کل کے یوربینوں ہی کی صحیح نقل کرتے ہیں تو انہیں ضرور اپنے اِن نیک اعمال کا نتیجہ مِل جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ آج کل کے اکثر مسلمان صرف ہوا کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ وہ مجاہدانہ کام کرنے، فدا ہونے، موت پر گرنے اور جان ومال کو خدا کی راہ میں نثار کرنے کے بغیر، مفت میں خدا سے نصرت و توفیق کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ خود خدا یہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ (ترجمہ:۔ (یاد رکھو) جو کوئی اللہ (کی سچائی) کی حمایت کرے گا، ضروری ہے کہ اللہ اس کی مدد فرمائے گا) اور اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ۔ (ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کے حکم کی تعمیل کرو گے تو وہ تم کو کامیاب کرے گا اور تمہارے قدموں کو پختہ کر دے گا۔)

Marfat.com

صرف دُعائیں کافی نہیں

یہ بات واضح ہے کہ خدا ہمارا محتاج نہیں ہے "خدا کی نصرت" کے معنی صرف یہ ہیں کہ بندہ خدا کے احکام کی تعمیل کرے لیکن افسوس صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنے تمام دینی احکام پس پشت ڈال کر اور صرف زبان سے مسلمان بن کر اپنے آپ کو عزت و شوکت کا حقدار قرار دیتے بیٹھے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ صرف زبان سے اسلام کا نام لے دینا یا دُعا کر لینا ہی کافی ہوگا، حالانکہ اگر دُعا سے جہاد کا کام لیا جا سکتا تو ضروری تھا کہ خدا تعالیٰ نبی کریمؐ، صحابہ کرامؓ اور اسلافِ اُمت کی صِرف دُعائیں قبول کر لیتا اور انہیں جہاد کی پیالہ موت کے پینے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اگر کامرانی صرف دُعاؤں اور اُمیدوں پر منحصر کر دی جاتی تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور خدا یہ کبھی نہ فرماتا وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (ترجمہ:۔ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے)

اگر کامیابی صرف دُعاؤں اور آرزوؤں پر موقوف ہوتی تو قرآن یہ کبھی نہ فرماتا وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ط (ترجمہ:۔ اور (اے پیغمبر!) تم کہو "عمل کئے جاؤ۔ اب اللہ دیکھے گا کہ تمہارے عمل کیسے ہوتے ہیں اور اللہ کا رسول بھی دیکھے گا) اس کے علاوہ یہ بھی نہ کہا جاتا:۔

Marfat.com

قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ	(اے پیغمبر!) کہہ دو "معذرت کی باتیں نہ بناؤ۔ اب ہم تمہارا اعتبار کرنے والے نہیں۔ اللہ نے ہمیں پوری طرح تمہارا حال بتلا دیا ہے۔ اب آئندہ اللہ اور اس کا رسول دیکھے گا، تمہارا عمل کیسا رہتا ہے ؛

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے:۔

اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ	بلاشبہ میں کبھی کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا ؛

مسلمانوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ وہ محض نماز روزہ اور ایسے ہی چند دیگر اعمال کے ساتھ جن کی تعمیل میں نہ خون بہانے کی ضرورت ہو اور نہ مال کے خرچ کرنے کی مسلمان ہو سکتے ہیں اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوئے ایسے ہی اسلام کے بدلے میں خدا سے عزت و شوکت کے منتظر رہتے ہیں، حالانکہ اسلام نہ صرف نماز سے ہے اور نہ صرف روزہ سے اور نہ صرف دُعا اور استغفار سے، خدا اُن لوگوں کی دعا کیونکر قبول کر سکتا ہے جو (منافقوں کی طرح) پیچھے بیٹھکر دُعا کریں، حالانکہ ان میں اُٹھنے اور بیٹھنے اور خرچ کرنے کی طاقت بھی موجود ہو؟

عُذرِ لنگ اور اُس کی تردید

یہاں پھر وہی اعتراض اُٹھایا جاتے گا کہ مسلمانوں کے پاس فرنگیوں

Marfat.com

جتنی دولت نہیں ہے کہ وہ ان کی طرح نیک کاموں میں حصہ لیں اور ایک دوسرے کی مدد کر سکیں۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم مسلمانوں سے ان کی حیثیت کے مطابق خرچ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ہم حیثیت سے زیادہ نہیں مانگتے مگر کیا وہ اس قدر بھی کریں گے؟ کبھی نہیں!

مسلمان صرف اپنی کمائی ہی میں بخیل نہیں ہیں بلکہ انہوں نے تو اب اپنے بزرگوں کے اوقاف ومقابر کو بھی کھانا شروع کر دیا ہے اور کوئی کارِ خیر ایسا نہیں جس میں وہ قدم بڑھاتے ہوئے نظر آئیں۔ پھر اس بُزدلی اور بخیلی کے باوجود مسلمانوں کا کیا حق ہے کہ وہ فرنگیوں کی طرح جو پبلک کاموں میں پیسہ دینے پر پروانہ وار گرے پڑتے ہیں، کامیاب ہونے کی اُمید رکھیں؟ دُنیا میں حکومت کی مثال کھیتی کی طرح ہے یعنی جس قدر کام کیا جائے گا اُسی قدر پھل ملے گا، مگر آج کل کے مسلمان یہ نہیں چاہتے وہ چاہتے ہیں کہ نہ محنت کریں، نہ قربانی کریں اور اس حال میں بھی فرنگیوں سے بڑھ جائیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے خدا کا یہ فرمان بھول گئے ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝	اور یاد رکھو یہ ضرور ہونا ہے کہ ہم تمہارا امتحان لیں خطرات کا خوف، بھوک کی تکلیف، مال وجان کا نقصان، پیداوار کی تباہی، یہ آزمائشیں ہیں جو تمہیں پیش آئینگی پھر جو لوگ صبر کرنے والے ہیں انھیں (فتح اور کامرانی کی) بشارت دے دو۔

Marfat.com

بعض مسلمان یہ کہتے ہیں جناب! ہم نے بہت ہی فداکاری کی، خدا کی راہ میں خرچ کیا، جان اور مال کی بڑی بڑی قربانیاں دیں، لیکن پھر بھی ہمیں کوئی اچھا نتیجہ نہ ملا، ہم بدستور فرنگیوں کی غلامی میں مبتلا ہیں یہ کیوں؟

میں سوال کرتا ہوں آپ جس چیز کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا کہتے ہیں، کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ آپ کا وہ خرچ عیسائیوں اور یہودیوں کے خرچ سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔ کم از کم سو کے مقابلے میں ایک کی نسبت؟

فلسطین کی تازہ دردناک مثال

ایک تازہ دردناک مثال ملاحظہ ہو۔ فلسطین میں یہودیوں اور عربوں کے آپس میں جھگڑے ہوئے۔ فریقین میں سے کئی آدمی مارے گئے اور کئی آدمی زخمی ہوئے۔ اس پر دنیا بھر کے یہودیوں نے فلسطین کے یہودیوں کے لئے چندہ جمع کرنا شروع کیا اور دس لاکھ پونڈ جمع کرکے بھیجے۔ مسلمانانِ عالم نے بھی فلسطین کے مسلمانوں کے لئے چندہ جمع کیا لیکن بڑی کوشش کے باوجود تیرہ ہزار پونڈ جمع ہوئے یعنی وہی سو اور ایک کی نسبت۔ عبرت ہو!

یہاں پھر وہی پہلی بات کہی جائے گی کہ مسلمان اس قدر دولت مند نہیں ہیں، لیکن ہمارا جواب بھی وہی ہے۔ ہم مسلمانوں کو حیثیت کے برابر خرچ کرنے کو کہتے ہیں۔ ہم امیروں سے مانگتے ہیں، غریبوں سے نہیں مانگتے چنانچہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ

ناتواں پر، بیماروں پر اور ایسے لوگوں پر جنہیں خرچ کے لئے کچھ میسّر نہیں ہے، کچھ گناہ نہیں ہے (اگر وہ دفاع میں شریک نہ ہوں) بشرطیکہ اللہ اور اس کے رسول کی خیرخواہی میں کوشاں رہیں (کیونکہ ایسے لوگ نیک عملی کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتے، اور) نیک عملوں پر الزام کی کوئی وجہ نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ ۚ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ

الزام تو دراصل ان پر ہے، جو تجھ سے بیٹھے رہنے کی اجازت مانگتے ہیں حالانکہ مالدار ہیں۔ انہوں نے پسند کیا کہ (جب سب لوگ راہ حق میں کوچ کر رہے ہوں، تو یہ) گھروں میں رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ رہیں

کچھ شک نہیں کہ یہودی مسلمانوں سے زیادہ دولت مند ہیں مگر مسلمان مردم شماری کے لحاظ سے یہودیوں سے کہیں زیادہ ہیں، یہودیوں کی مردم شماری تقریباً دو کروڑ ہے اور مسلمانوں کی ستّر کروڑ۔ اگر ہر مسلمان فلسطین کے لئے صرف ایک پیاسٹر (۱۰۰ پیاسٹر = دس روپے) چندہ دیتا اور یہ وہ چندہ ہے جو ہر مسلمان دے سکتا ہے تو پھر بھی ستّر کروڑ پیاسٹر جمع ہو سکتے تھے۔

Marfat.com

مگر مسلمان ایسا کب کرتے ہیں؟

اور اگر ہم مسلمانوں کی تعداد کا دسواں حصہ شمار کریں تو پھر بھی سات کروڑ پیاسٹر جمع ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کی یہ تعداد تو فلسطین کے نواح ہی میں موجود ہے یعنی مصر، شام، فلسطین، عراق، حجاز، نجد، یمن اور عمان وغیرہ میں۔ پس اگر ہم انہی لوگوں سے ایک پیاسٹر فی کس چندہ لیتے تو کم از کم تین لاکھ پچاس ہزار پونڈ جمع ہونے چاہیے تھے مگر جو روپیہ جمع ہوا وہ صرف تیرہ ہزار پونڈ تھا یعنی مسلمانوں کی مردم شماری کے دسویں حصے نے بھی ایک دوتی کا پندرھواں حصہ فی کس دیا۔ یہ ہے مسلمانوں کا ایثار!

دوستو! کیا تم اسی چیز کا نام قربانی رکھتے ہو؟ کیا تم خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ ایسا ہی جہاد کیا کرتے ہو؟ کیا تمہیں اپنے غریب دینی بھائیوں اور وطنی ہمسایوں سے جو تمہارے بجائے مسجدِ اقصیٰ کی حمایت میں اپنا خون بہا رہے ہیں، صرف اسی قدر محبت ہے؟ اور کیا تم محض اتنی ہی امداد کر سکتے ہو؟ کیا خدا نے یہ نہیں کہا تھا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں) کیا ایک بھائی دوسرے بھائی کی ایسی ہی مدد کیا کرتا ہے؟

دُنیا پر انگریزوں کا قبضہ

لوگ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے دنیا پر کیوں قبضہ کر لیا؟ میں کہتا ہوں

Marfat.com

کہ وہ اپنے اخلاقِ فاضلہ اور کوشش اور اتفاق کی بدولت کامیاب ہوتے ہیں۔ میرے ایک دوست نے مجھے ایک قصہ سنایا تھا۔ ایک انگریز کسی مشرقی ملک میں بہت بڑا عہدہ دار تھا۔ اس نے اپنے نوکر کو حکم دے رکھا تھا کہ گھر کا تمام سودا ہمیشہ انگریزی دکان سے لیا کرے۔ ایک دفعہ نوکر نے ایک ہی مہینہ کے اخراجات میں بیس پونڈ کی بچت نکال دی۔ صاحب نے سبب پوچھا تو نوکر نے جواب دیا کہ میں نے اس دفعہ انگریزی دُکان کو چھوڑ کر ایک دیسی بنئے سے سودا خریدا ہے۔ یہ سُن کر صاحب نے حکم دیا کہ اب پھر انگریزی دکان سے سودا لینا شروع کر دو۔ نوکر نے کہا اگر اس سے سودا لیا جائے گا تو اخراجات میں بیس پونڈ ماہوار کا اضافہ ہو جائے گا۔ صاحب نے کہا کچھ حرج نہیں ہے، ہمیں انگریزی دُکان سے سودا خریدنا چاہیئے۔

میں نے یہ بھی سُنا ہے کہ مشرقی ملکوں کے انگریز عہدہ دار ہمیشہ اپنی قیمتی چیزیں ولایت سے منگواتے ہیں تاکہ ان کا روپیہ باہر نہ جا سکے۔

کیا ہم ان مثالوں کے بعد مسلمانوں کی حالت کو کسی شمار میں لا سکتے ہیں؟ اگر ہم مسلمانوں کو رات اور دن بھی یہ نصیحت کرتے رہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے سوا کسی اور سے سودا نہ لیں، پھر بھی وہ اُن تمام نصیحتوں کو بھول جاتے ہیں، اگر کسی اجنبی سے سودا لینے میں انہیں ایک

Marfat.com

ہی آنہ کا فائدہ نظر آتے۔ یہود کے بائیکاٹ میں عربوں کی ناکامی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ مسلمانوں نے نرخ اشیاء کے معمولی فائدے کو ہاتھ سے دینا گوارا نہ کیا اور وہ اپنے معمولی فائدے کی خاطر اپنے سب سے تیز ہتھیار (یہودیوں کا بائیکاٹ) کو ضائع کر کے بیٹھ گئے۔ انہوں نے اس معمولی نفع کا تو خیال کر لیا مگر وہ نقصانِ عظیم جو یہودیوں سے انہیں پہنچ رہا تھا اس کا خیال تک نہ کیا۔

جنگِ طرابلس کی مثال

ایک مرتبہ میں نے ایک بڑی حیثیت کے مصری مسلمان سے شکایت کی کہ مصریوں نے طرابلس الغرب اور برقہ کے مجاہدین کی امداد سے بہت پہلوتہی کی ہے، میں نے یہ بھی کہا کہ اگر اسلام اور ہمسائیگی کا خیال نہ بھی کیا جاتے تو مصریوں کو محض اس لئے بھی اُن کی امداد کرنا چاہئے کہ وہ اپنی خودمختاری اور اپنے مستقبل کو قائم رکھ سکیں، کیونکہ جس طرح سوڈان میں انگریزوں کا رہنا مصر کی خودمختاری کے لئے مہلک ہے، اسی طرح برقہ میں اٹلی کی موجودگی بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے۔

مصری مسلمان نے جواب دیا کہ جب اٹلی نے طرابلس پر حملہ کیا تو مصریوں نے اُن کے لئے بہت کچھ کیا تھا اور انہوں نے بڑی بڑی

Marfat.com

رقمیں خرچ کی تھیں لیکن خرچ کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ آخر کار اٹلی نے قبضہ کر لیا۔

میں نے کہا بے شک طرابلس میں مصریوں نے جو کچھ کیا وہ قابلِ قدر ہے لیکن جو رقم انہوں نے دی وہ ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ سے زیادہ نہیں پھر کیا اس رقم کے ساتھ مسلمان یہ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ طرابلس کو اٹلی کے پنجے سے چھڑا لیں؟ یہ رقم اٹلی کی قربانی کے مقابلہ میں تو کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔

مصریوں نے جنگ طرابلس میں ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ دیئے اور حکومتِ عثمانیہ (ترکی) نے دس لاکھ پونڈ خرچ کئے۔ اس قربانی کا نتیجہ حسبِ ذیل تھا:۔

اوّل:۔ مسلمانوں نے اسلام کی عزت کو قائم کیا اور فرنگیوں کو سبق دیا کہ ہم اب تک زندہ ہیں اور ہم اپنے شہروں کو گردنیں کٹائے بغیر کسی کے سپرد نہیں کریں گے۔ اس بہادرانہ طریقِ عمل میں جس قدر معنوی اور مادی فائدے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہو سکتے۔

دوم:۔ اس معمولی رقم نے طرابلس والوں کو لڑنے مرنے پر آمادہ کر دیا جس سے اٹلی کو سخت نقصانات پہنچے، یہاں تک کہ ان کے سیاست دان طرابلس پر حملہ کرنے میں پشیمانی ظاہر کرنے لگے۔

Marfat.com

سوم :- اگرچہ مسلمانوں کے شہدا کم نہ تھے تاہم اٹلی کے مقتولوں کی تعداد اُن سے کئی گُنا زیادہ تھی۔ اٹلی کی فوج پر میدانِ جنگ میں ناقابلِ بیان مصیبتیں ٹوٹیں۔ صرف ایک معرکے کا حال سن لیجئے جو شہر بنغازی کے دروازے پر ہوا۔ اس دروازے پر ڈیڑھ سو عرب مجاہدین، تین ہزار اٹلی کے سپاہیوں کے ساتھ لڑتے رہے، یہاں تک کہ وہ تقریباً سب کے سب شہید ہو گئے۔ عربوں کو اس نقصان جان پر بہت تکلیف ہوئی۔ مگر اسی دوران میں انہیں استنبول سے ایک تار موصول ہوا، یہ تار اٹلی سے جرمنی کے سفیر نے اپنی حکومت کو راز کی صورت میں بھیجا تھا اور جرمن حکومت نے رازدارانہ ہی اُسے حکومتِ عثمانیہ کو بھیج دیا۔ اس تار میں لکھا تھا کہ بنغازی کی لڑائی میں اٹلی کے تین ہزار سپاہیوں سے ڈیڑھ ہزار سپاہی قتل ہوتے اور سات افسر پاگل ہو گئے۔ یہ واقعہ ایسے ہی بیسیوں واقعات میں سے ایک ہے۔

پس دیکھنے والوں نے دیکھا کہ کس طرح مسلمان اپنے سے دس گُنا دشمنوں سے لڑے اور ان کی نصف تعداد کو تباہ و برباد کیا۔ خود کارسازِ غیب کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ اگر مسلمان طاقتور ہوں گے تو دس گنا دشمنوں پر غلبہ پائیں گے اور اگر کمزور ہوں گے تو اپنے سے دوچند پر غالب آئیں گے۔ چنانچہ سورۃ الانفال میں ارشاد ہوتا ہے :-

Marfat.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ
الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ۚ
إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ
وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا
أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ
قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ○ الْآنَ
خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ
فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم
مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ
وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا
أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ
مَعَ الصَّابِرِينَ ○

اے پیغمبر! مومنوں کو لڑائی کا شوق دلاؤ (مسلمانو!) اگر
تم میں بیس آدمی بھی مشکلوں کو جھیل جانے والے نکل آئے
تو یقین کرو، وہ دوسو دشمنوں پر غالب ہو کر رہینگے اور اگر
تم میں ایسے آدمی سَو ہو گئے تو سمجھ لو ہزار کافروں کو مغلوب
کر کے رہیں گے، اور یہ اسلئے ہوگا کہ کافروں کا گروہ ایسا
گروہ ہے جس میں سمجھ بوجھ نہیں ....
.... (مسلمانو!) اب خدا نے تم پر
بوجھ ہلکا کر دیا۔ اس نے جانا کہ تم میں کمزوری ہے۔
اچھا، اب اگر تم میں جھیل جانے والے سَو آدمی ہونگے تو
(انہیں صرف اپنے سے دوگنی تعداد کا مقابلہ کرنا ہوگا
یعنی) وہ دوسو دشمنوں پر غالب رہیں گے اور اگر ہزار
ہونگے تو سمجھو دو ہزار دشمنوں کو مغلوب کر کے
رہیں گے اور (یاد رکھو) اللہ جھیل جانے والوں کا ساتھی ہے

چہارم :۔ طرابلس کی لڑائی میں اٹلی کو جو مالی نقصان ہوا وہ دس کروڑ پونڈ ہے اور چونکہ بیس سال تک لڑائی جاری رہی، لہٰذا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اٹلی کے مالی نقصانات کا اندازہ بیس کروڑ پونڈ ہے۔

بہر حال وہ تھوڑی سی رقم جو مسلمانوں نے مجاہدین طرابلس کو

Marfat.com

چندہ کے طور پر دی، یہ سب اسی کا نتیجہ تھا۔ لیکن افسوس کہ مسلمان ان نتائج پر بھی قانع نہیں ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ حکومت اٹلی جبکی مردم شماری چار کروڑ دس لاکھ اور جس کی سالانہ آمدنی بیس کروڑ پونڈ سے زائد ہے، پہلے ہی حملے میں مسلمانوں کے سامنے جھک جاتی، یا جنگ شروع ہوتے ہی ہتھیار ڈال دیتی۔ اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو مسلمان بالکل حیران و پریشان ہو کر رہ جاتے ہیں اور بعض تو بالکل یاس کی حالت تک پہنچ جاتے ہیں جو قرآن کریم کے ہاں کفر کے برابر ہے،

اِنَّہٗ لَا یَاْیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ○	اس کی رحمت سے مایوس وہی لوگ ہوتے ہیں جو منکر ہیں۔

اٹلی کی مردم شماری اور دولت وغیرہ کے متعلق جو کچھ ذکر کیا گیا اس کو الگ رکھ کر یہ دیکھتے کہ اس کے جوانوں میں مسلمانوں سے جنگ و قتال کا اشتیاق کس قدر تھا۔ اس کے لئے ایک اطالوی گیت کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ گیت اخبار "الفتح" نے "جریدۃ الشرق" کے ۵۴۳ ویں نمبر سے الفاظ ذیل میں نقل کیا ہے:۔

"ایک بیس سالہ اطالوی نوجوان کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ وہ اپنے وطن کی راہ میں نہ لڑے، جبکہ طرابلس میں ...... جنگ کا میدان گرم ہے اور اٹلی کا سہ رنگا

Marfat.com

جھنڈا اور جنگی ترانہ، اطالوی بہادروں کو گرما رہے ہیں۔ اے میری ماں! اپنی دعا کو پورا کر اور رو مت، بلکہ خوش ہو اور ذرا سا غور کر۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ اٹلی مجھے بلا رہا ہے اور میں طرابلس کو خوشی کے ساتھ جا رہا ہوں تاکہ میں اپنے خون کو اس ملعون اُمّت کے تباہ کرنے میں بہادوں اور مسلمانوں سے لڑوں جو دوشیزہ لڑکیوں کو بادشاہ کے لئے حلال سمجھتے ہیں۔ میں اپنی تمام طاقت سے قرآن کو مٹانے کے لئے لڑوں گا۔ وہ نوجوان کبھی شان کا مستحق نہ ہو گا جو آج اٹلی کے لئے قربان نہ ہو۔ اے ماں! دلیر ہو جا اور کارڈونی کو یاد کر جس نے اپنے وطن کی راہ میں اپنی تمام اولاد کو قربان کر دیا تھا۔

اے میری ماں! میں سفر پر جا رہا ہوں، کیا تم نہیں جانتیں کہ ہمارے جہاز ہمارے سمندر کی صاف اور نیلی لہروں پر لنگر ڈالیں گے؟ میں طرابلس کو جا رہا ہوں اور خوش جا رہا ہوں کیونکہ ہمارا سہ رنگا جھنڈا مجھے بلا رہا ہے اور وہ ملک اس کے سایہ میں ہے۔ اے میری ماں! رو مت کیونکہ ہم زندگی کی راہ میں ہیں، اگر میں واپس نہ آیا تو میرے فراق میں آنسو مت بہانا بلکہ تم ہر شام کو قبرستان میں جانا، شام کی ٹھنڈی ہوائیں تمہارے الوداع کو طرابلس لے جائیں گی۔ وہ الوداع جو تمہیں کبھی بھی تمہارے جگر کے ٹکڑے

Marfat.com

پر ماتم نہ کرنے دیگا اور اگر تم سے کوئی پوچھے گا کہ تم ماتم کیوں نہیں کرتیں؟ تو تم اُسے یہ جواب دینا" اس لئے کہ میرا بچہ اسلام سے لڑائی کرتا ہوا مارا گیا ہے۔ لے میری ماں! ڈھول بج رہا ہے اور میں جارہا ہوں، کیا تم لڑائی کے ڈنکے سنتی نہیں ہو؟ لے ماں! مجھے معانقہ کرنے دو، الوداع"

جہادِ ریف کی مثال

اب ہم ایک اور مثال دیں گے اور اس کے بعد یہ بحث ختم کر دیں گے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس قدر مثالیں موجود ہیں جو شمار میں بھی نہیں آسکتیں آپ کو معلوم ہے کہ ریفی لوگ کئی سال تک اہلِ اسپین سے لڑتے رہے اور آخر کار ان پر غالب آگئے۔ اس جنگ میں انہوں نے اسپین کے ۲۶ ہزار سپاہیوں کو قتل کر کے ان سے ۱۱۷ توپیں چھین لیں، حالانکہ ریفیوں کی کُل مردم شماری ۸۰ ہزار ہے اور اسپین کی مردم شماری دو کروڑ بائیس لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ریف کی سرزمین زیادہ تر ویران ہے اور ریفی لوگ بہت غریب ہیں، وہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے روٹی کماتے ہیں، لیکن بایں ہمہ انہوں نے وہ کام کیا جس پر دنیا بھر کے لوگ حیران ہیں۔ اگر ریفی لوگ عیسائی ہوتے تو ان پر ہر طرف سے کروڑہا روپے کی بارش ہو جاتی۔

Marfat.com

انہیں یہ امداد خواہ خفیہ طریقہ سے ملتی یا صلیبِ احمر (ریڈ کراس) کے نام سے، تاکہ وہ اپنے زخمیوں کا علاج کریں۔ لیکن ہم مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ انہوں نے اس وقت تک ریفیوں کو کتنے روپے بھیجے ہیں؟

اسپین کی شکست کے بعد فرانس نے ہسپانوی حکومت کے لئے تین لاکھ سپاہی جمع کر دیئے اور ریفیوں کو سمندر اور خشکی کی تمام طرفوں سے گھیر لیا گیا اور سینکڑوں ہوائی جہاز ان کے دیہات پر بم برسانے لگے۔ صرف فرانسیسیوں اور ہسپانیوں ہی کے ہوائی جہاز کام میں نہیں لائے گئے بلکہ نیویارک سے امریکہ کے ہوائی جہاز بھی لائے گئے تاکہ ریف کے مسلمانوں کو تباہ کر دیا جائے جس وقت یہ سب کچھ ہو رہا تھا مسلمانانِ عالم دُور کھڑے ہوئے مزے کے ساتھ لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اُن میں سے ایک شخص بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ آخر کتنی سال کے بعد بعض غیرتمند لوگ اٹھے اور ریف کے زخمیوں کے لئے چندے کی اپیل کی تاکہ مسلمانوں میں بھی کچھ جوش و خروش پیدا ہو۔ راقم الحروف نے بھی محض قلمی خدمات پر اکتفا نہ کیا بلکہ ہجرت و بے وطنی کے باوجود رہبری کے لئے چار پونڈ چندہ بھی دیا۔ اب سُن لیجئے کہ تمام عالم اسلامی نے مجاہدینِ ریف کے لئے کتنا چندہ جمع کیا؟ محض پندرہ سو پونڈ۔ شرم ہو مسلمانوں پر۔ کیا تم اسی قربانی پر اقوامِ عالم پر غالب ہونے کی توقع رکھتے ہو؟

Marfat.com

زوالِ اُمّت کا دُوسرا سبب

اپنے دین اور قوم سے غدّاری اور دشمنوں سے وفاداری

مسلمانوں نے نہ صرف ریفیوں کو بے امداد چھوڑا بلکہ ان میں سے بعض ایسے بے حیا لوگ بھی نکل آئے جو ریفیوں کے مقابلہ میں اس سختی سے لڑے، گویا کفّار کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں۔ سردار ریف غازی محمد ابن عبدالکریم کے خلاف کئی (مسلمان) قبیلے کھڑے ہو گئے اور فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کو خوشی کے ساتھ اپنی خدمات پیش کیں اور اپنے مسلمان بھائیوں اور ہم وطنوں کے حق میں خیانت کی، جس کا انجام اب تک وہ بھگت رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارے ہاں شام کے جہادِ حریت میں بھی اسی قسم کے خائن اور غدار موجود تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے اسلامی ملکوں میں بھی اس قسم کی خیانت برملا ہو رہی ہے۔

کیا پھر ایسے ہی اعمال کی موجودگی میں ہمارے بھائی لبیونی صاحب خدا تعالیٰ سے وعدۂ نصرت کو پورا کرانا چاہتے ہیں؟

اگر کوئی شخص ان غداروں سے پوچھے کہ تم نے دشمنانِ اسلام

Marfat.com

کی کیوں خدمت کی؟ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری یہ خیانت، دین، شرافت جوانمردی اور تمہاری اپنی مصلحت اور سیاست کے خلاف ہے؟ تو وہ جواب دیں گے جناب! ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اجنبیوں نے ہمیں اس کام کے کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اگر ہم اسے قبول نہ کرتے تو وہ ہمیں مار ڈالتے یا نقصان پہنچاتے۔ پس ہم لوگ اگر مسلمانوں کے ساتھ لڑے ہیں تو بہت مجبور ہو کر لڑے ہیں۔ یہ بے حیا اپنی مجبوری کا ذکر تو خوب کر دیتے ہیں لیکن خدا کا یہ قول بھول جاتے ہیں:۔ اَتَخْشَوْنَهُمْ ج فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (ترجمہ:۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ (اگر ڈرتے ہو تو تم مومن نہیں۔ کیونکہ) اگر مومن ہو تو اللہ اس بات کا زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا ڈر تمہارے دلوں میں بسا ہوا!) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (ترجمہ: اگر تم ایمان رکھنے والے ہو تو شیطان کے ساتھیوں سے نہ ڈرو اللہ سے ڈرو)

پس اس قسم کے بیہودہ عذرات سے کوئی غدار مسلمان اپنی صفائی نہیں کر سکتا اور نہ یہ کوئی جائز اور درست عذر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اجنبی طاقتیں مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا چاہتی ہیں، لیکن اس کے ساتھ یہ بھی جاننا چاہیے کہ انہی اجنبیوں نے کتنے نیک مسلمانوں کو مختلف قسم کی خیانتوں پر آمادہ کرنا چاہا، مگر انہوں نے ان کی فرمائشوں کو اسی وقت رد کر دیا اور ان کے اس انکار سے نہ تو آسمان اُن پر

Marfat.com

ٹوٹ پڑا اور نہ زمین اُن کے قدموں سے نیچے نکل گئی۔ کیا آپ نے کبھی اس حقیقت پر غور کیا ہے کہ اجنبی لوگ ان مسلمانوں پر جو ان کی خواہشات سے انکار کر کے اپنی ملّت سے خیانت نہیں کرتے، کیوں خفا ہوتے ہیں؟ اصل واقعہ یہ ہے کہ شروع شروع میں جب اہلِ مغرب نے اسلامی ملکوں کو فتح کیا تو انہیں بڑی سہولت کے ساتھ ایسے بے شرم مسلمان مل گئے جنہوں نے اپنی قوم کے خلاف خوشی خوشی اپنی خدمات ان کے پیش کر دیں اور اُن کی صفوں میں کھڑے ہو گئے اور انہیں اپنے دین اور وطن پر ترجیح دی اور اپنے بھائیوں کے ساتھ لڑنے لگے۔ اگر شروع میں یہ بات نہ ہوتی تو کبھی کسی اجنبی کو یہ جرآت نہ پڑتی کہ وہ مسلمانوں کو اپنی مصلحت کے لئے اس قسم کی خیانت پر آمادہ کرتا یا زبان ہی سے ایسی بات نکالتا یا کسی مسلمان کو اس لئے موت کی سزا دی جاتی کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر اپنے مسلمان بھائیوں کو کیوں قتل نہیں کرتا؟

عزّت اور آبرو کی موت

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا میں موت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک موت وہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور جو زندہ رہنے کے لئے ہوتی ہے، یہ موت اُس مومن کو نصیب ہوتی ہے جو کسی دشمن کو اپنے وطن سے ہٹانے

Marfat.com

کے لئے مرجاتے اور موت کا جام نوش کرنے سے پہلے میدان سے پیچھے نہ ہٹے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:۔

تاخرت استبقی الحیاۃ فلم اجد لنفسی حیاۃ مثل ان اتقدما

میں زندہ رہنے کے لئے (میدانِ جنگ سے) پیچھے رہا، لیکن میں نے اپنے نفس کے لئے کوئی زندگی نہ پائی۔ زندگی تو صرف آگے بڑھنے والوں کے لئے مخصوص تھی۔

یہ وہی موت کا پیالہ ہے جو ایک فرانسیسی، فرانس کو زندہ رکھنے کے لئے ایک جرمن، جرمنی کو زندہ رکھنے کے لئے اور ایک انگریز انگلستان کو زندہ رکھنے کے لئے خوشی کے ساتھ پی لیتا ہے، بلکہ اُسے فرضِ عین سمجھتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس فرض سے انکار نہیں کرتا۔

یہ تو موت کی پہلی قسم ہے۔ موت کی دوسری قسم یہ ہے کہ ایک مسلمان کسی اجنبی حکومت کی خدمت کرتا ہوا لڑائی میں مرجاتے، یعنی اس لئے مرے تاکہ اس کا اجنبی آقا اپنے کسی دشمن پر، خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو غلبہ حاصل کرے، مثال اس کی یہ ہے کہ افریقہ کا مغربی فرانسیسیوں کی خاطر جرمنی سے لڑتا ہوا مرجاتے یا ایک ہندوستانی انگریزوں کی خاطر عربوں اور ترکوں سے لڑتا ہوا مرجاتے۔

حالانکہ جب فرانسیسیوں کو اپنے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوجاتا

Marfat.com

ہے تو افریقہ میں اور زیادہ سخت متکبر ہوجاتے ہیں مسلمانوں کے حقوق کو دل کھول کر ہضم کرتے ہیں اور اُن کی جائدادوں کو چھینتے ہیں، چنانچہ جنگ عظیم کے بعد ایسا ہی ہوا ہے اور ہماری اس بے غیرتی کے باعث ان کی جرأت اور ہمت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ اب وہ بربریوں کو عیسائی بنانے کے درپے ہیں اور اس کی عملی کوششیں شروع ہو چکی ہیں۔

حاصلِ کلام یہ کہ افریقہ کا مغربی، دریائے رائن کے کنارے پر مرے یا شام کے میدانوں میں، وہ اس لئے مرتا ہے کہ اس کا ملک اور زیادہ مر جائے، کیونکہ فرانسیسیوں کو خارجی دنیا میں جس قدر زیادہ طاقت حاصل ہوگی وہ افریقہ کے مغربیوں کو اسی قدر زیادہ تکلیف دیں گے اور انہیں ذلیل وخوار کریں گے۔ اسی طرح وہ ہندوستانی جو انگریزوں کی خاطر گردن کٹاتا ہے، وہ ہندوستان کی غلامی کو اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح وہ تاتاری جو روسیوں کی خاطر مرتا ہے اُسے اس کے سوا اور کوئی بدلہ نہ ملے گا کہ روسی لوگ تاتاریوں کو اور زیادہ ستائیں۔ اب غور فرمائیے کہ یہ سب موتیں بھی بہرحال موتیں ہیں جو تھوڑا سا خم کھا کے انسان کو موت کے دروازہ تک لے جاتی ہے مگر وہ موت جو سیدھے راستے سے انسان کو موت تک پہنچاتی ہے، یہ کہ افریقہ کا مغربی خود فرانسیسیوں سے لڑے یا ہندوستانی انگریزوں سے

Marfat.com

لڑے اور مرجاتے۔ یہ مومنین وہ ہیں جن سے اُن کا وطن اور وطنی بھائی ظلم سے رہائی حاصل کرسکتے ہیں۔

مراکش اور شام کے بڑے بڑے لوگوں کی غدّاریاں

اگر یہ باتیں عوام النّاس تک محدود رہتیں تو ہم ضرور یہ کہتے کہ وہ بیچارے کیا جانیں؟ وہ تو جانوروں کی طرح ذبح خانے کی طرف ہانکے جاتے ہیں۔ وہ نہ قرآن حکیم کے احکام سے واقف ہیں، نہ سنّت کو جانتے ہیں، نہ سیاسیات سے باخبر ہیں، لیکن قابل افسوس بات یہ ہے کہ اچھے بھلے عقلمند اور ذی وجاہت لوگ بھی اپنی قوم اور وطن سے غدّاریاں کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مراکش کا وزیر اعظم المقری اپنے ہم وطن مسلمان بربریوں کو عیسائی بنانے میں جس قدر کوشش کر رہا ہے، شاید ہی کوئی فرانسیسی کرتا ہوگا۔ اسی طرح البغدادی نے جو فاس کا گورنر ہے، اس کام کو جس "اخلاص" سے انجام دیا ہے، میرا خیال ہے کہ کوئی کافر بھی انجام نہ دے سکتا۔ چنانچہ اس نے تقریباً ایک سو نوجوانوں کو اس لئے کوڑے لگائے کہ وہ قروین کی جامع مسجد میں اس طرح وظیفہ خوانی کرتے تھے:۔

یالطیف الطف بما جرت به المقادر | اے لطیف خدا! تو مقدور کو ہلکا کرا دے

ولا تفرق بيننا وبين اخواننا البرابر	ہم کو اپنے بربری بھائیوں سے جُدا نہ کر۔

اس کے علاوہ فاس کے مفتی کو بھی نہیں بھولنا چاہتے جس نے یہ فتویٰ دیا کہ بربری لوگ شریعتِ اسلامیہ پر عمل نہ کرنے سے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتے۔

تعجب کی بات ہے کہ اگرچہ یہ سب خائن بڈّھے ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کے بالوں کو بہت کھا پی چکے ہیں، تاہم وہ اب تک فرانسیسیوں کی چاپلوسی کے درپے ہیں، ان کے تقرب پر جان دیتے ہیں اور کسی وقت بھی اپنے اخلاص کی نمائش سے قدم پیچھے نہیں ہٹاتے۔ ان حرکات سے ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے عہدوں پر قائم رہ سکیں۔

لطف یہ ہے کہ ان خائنوں کو اچھی طرح معلوم ہو کہ فرانسیسیوں کا اس نئے قانون سے جس میں بربریوں کو اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے، کیا منشا ہے؟ اور انہوں نے بربریوں کو اسلام سے الگ کرنے کے لئے کیا کیا تیاریاں کی ہیں؟ نیز وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ بیشمار پادری اور مسیحی مشنری کس طرح بربریوں میں گھومتے رہتے ہیں اور ان کے یتیم بچّوں کو، غریبوں کو اور کم ایمان والوں کو تلاش کر کے اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں؟ وہ اس کے ساتھ یہ بھی جانتے ہیں کہ

فرانسیسیوں نے مسلمانوں کے عالموں اور مبلغوں کا بربریوں میں پھرنا قطعًا بند کر دیا ہے" تاکہ مشنریوں کو اپنا کام سرانجام دینے میں آسانی ہو۔ ہمارا قیاس یہ ہے اور یہ کچھ بعید از عقل بھی معلوم نہیں ہوتا کہ المقری اور البغدادی اُن لوگوں میں سب سے اوّل ہوں گے جنہوں نے بربریوں میں علمائے اسلام کے پھرنے اور وعظ کہنے کو ممنوع قرار دیئے جانے پر اپنے دستخط ثبت کئے ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ المقری نے مسلمانوں کو بیت المال میں سے اپنا رسالہ "مراکش الکاتولیکیہ" کے لئے ایک فنڈ مقرر کر لیا ہو، کیونکہ اس رسالہ کا مقصد اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ اسلام کی بُرائی بیان کی جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر حملے کئے جائیں۔ اس رسالہ کے کئی نمبر ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کے اوراق اسی قسم کے مقالوں سے بھرے پڑے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود المقری کو آپ دیکھیں گے کہ وہ بڑی لمبی نمازیں پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تسبیح ہے اور ہمیشہ درود و سلام میں مشغول رہتا ہے اور اسی طرح یہ بدبخت البغدادی بھی ان لوگوں میں سے ہے جو قبروں کے سامنے نیچے لیٹتے ہیں، اولیاء اللہ سے امدادیں مانگتے ہیں اور خلقِ خدا پر اس قسم کی جھوٹی پرہیزگاری

Marfat.com

جتلاتے ہیں۔ باقی رہے مفتی صاحب تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ تو بہرحال مفتی ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ دن میں جماعت کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور تہجد و اشراق اور وتر و نفل کے پڑھنے میں بھی حتی الوسع دریغ نہیں کرتے۔ خدا کی لعنت ہو ان سب پر!

یہ باتیں نہ صرف افریقہ میں ہوئیں بلکہ ہمارے ہاں شام میں بھی فرانسیسیوں کی فتح کے بعد یہاں بھی کئی مولوی اس قسم کی خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں، اگرچہ ان کی خیانت کسی حد تک مذہبی خیانت نہیں، تاہم وطنی خیانت ضرور ہے۔ چنانچہ جب فرانسیسیوں کے بعض مولویوں کو کہا کہ وہ "المؤتمر السوری الفلسطینی" کے خلاف جو شام اور فلسطین کی خود مختاری کے لئے کوشش کر رہی تھی، لیگ آف نیشنز کو تاریں بھیجیں اور اس سے اپنی نفرت و بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کریں تو ان بڑی بڑی پگڑیوں والے، لمبی لمبی عباؤں اور موٹی موٹی گردنوں والے اور بڑے پیٹ والے مولویوں نے فی الفور اس مجوزہ تار پر دستخط کر دیئے پس اگر میں یہ نہ کہوں کہ اُن پر خدا کی لعنت ہو تو شاید میرے افریقہ کے بھائی مجھ پر ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ تم نے ہمارے صدر اعظم اور مفتی اکبر پر تو لعنت بھیجی مگر اپنے شام کے مولویوں کو اس "نعمت"

سے بچالیا، پس میں عدل وانصاف کے تقاضے سے ان سب پر لعنت بھیجتا ہوں۔ خدا ان سب پر لعنت کرے جو اجنبیوں کی ہر خواہش کو بلا لیت ولعل پورا کرتے ہیں، اگرچہ وہ دین اور وطن کے لئے کس قدر بھی نقصان دہ کیوں نہ ہو!

اب شاید برادرم محمد لبیونی عمران صاحب یہ کہیں گے کہ اس قسم کی خیانت کرنے والے لوگ دنیائے اسلام میں بہت کم ہیں اور تمام مسلمان ان کی بدکاریوں اور برائیوں کے ذمہ دار نہیں ہیں تو اس کے جواب میں گذارش ہے کہ سب سے اوّل یہ یاد رکھنا چاہتے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جب رحمت اترتی ہے تو وہ خاص ہوتی ہے اور جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ عام ہوتی ہے۔ ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کہ ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے اور عام مسلمان ان کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہیں، اس لئے کہ اگر عام مسلمانوں کو اپنے فرائض کا احساس ہوتا اور وہ ان خائنوں کی سرکوبی کرتے رہتے تو یہ لوگ کبھی بھی ان کے دین اور دنیا کو فروخت کرنے کی جرأت نہ کر سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف ان کی یہ حالت ہوتی کہ اگر فرانسیسی ان کے سامنے کوئی ایسی تجویز پیش کرتے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مضر ہوتی تو اگر وہ اس کو ملتوی نہ کرا سکتے تو کم از کم اتنا ضرور کرتے کہ وہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو کر

Marfat.com

اپنے گھروں میں بیٹھ جاتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ فرانسیسی ان کے عہدے بعض دوسرے مسلمانوں کو دیدیتے لیکن جب وہ یہ دیکھتے کہ یہ نئے عہدیدار بھی اس تجویز کو عملی جامہ نہیں پہناتے تو انہیں مجبوراً یہ نتیجہ نکالنا پڑتا کہ اصرار، تکرار اور ضد سے کوئی فائدہ نہیں اور اس کے بعد وہ اپنے مذموم ارادہ و خیال سے ضرور دست کش ہو جاتے، لیکن موجودہ حالت تو بہت افسوسناک ہے اس لئے کہ فرانسیسی لوگ مسلمانوں کی امداد سے اسلام کو تباہ و برباد بھی کرتے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ ہمارا تو اس معاملہ میں کچھ بھی قصور نہیں، یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے، تمہارے اپنے بھائی کر رہے ہیں۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ فرانسیسی لوگوں نے بربریوں کو خارج از اسلام قرار دیئے جانے کے قانون کے متعلق کیا پروپیگنڈا کیا ہے؟ انہوں نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ یہ قانون شاہ مراکش اور اس کی گورنمنٹ نے منظور کیا ہے اور ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسلمانوں کے مسلمان دشمن

ان حالات میں ہمارے بھائی لبیونی عمران صاحب فرماتیں، کیا یہ وہی اسلام ہے جس کی بنا پر آپ خدا سے مسلمانوں کی نصرت اور

Marfat.com

تائید کا مطالبہ کرتے ہیں ؟ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سُنا

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝

(ترجمہ :۔ (یاد رکھو) ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ تمہارا پروردگار آبادیوں کو ناحق ہلاک کر دے اور اسکے باشندے اعمال صالحہ رکھتے ہوں)

پس جب تک ہم تک مسلمانوں میں خائن اور غدار مسلمان موجود ہیں اور انہیں ان کے اعمال سے کوئی روکنے والا نہیں ہے، ہم یقینی طور پر ایسی ہی ذلت اور خواری کے مستحق رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اجنبیوں کو یہ طاقت نہیں دی کہ وہ اسلامی ممالک کو فتح کریں۔ انہیں اپنا غلام بنائیں اور ان کے مالوں پر قبضہ کر لیں بلکہ اس ظلم کے ہم ذمہ دار ہیں۔ ہم نے خود اپنی غداری سے اسلامی ممالک کو غیروں کے قبضے میں دے دیا ہے۔ اب مسلمانوں کی ذلت، پستی اور محکومی سے خدا تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو زندگی کا سبق سکھایا جائے اور اُن کے بُروں کو نیکوں سے اس طرح علیحدہ کر دیا جائے جس طرح آگ سونے کو کھوٹ اور میل سے پاک اور صاف کر دیتی ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہی قانون ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ	لوگوں کے اعمال کے سبب خشکی اور سمندر میں فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں

Marfat.com

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ○	کو ان کے اعمال کا کچھ بدلہ دیں۔ شاید کہ وہ باز آجائیں

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کی خرابی یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ آج مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن خود مسلمان ہیں۔ یہ انتہا ہے کہ اگر کوئی سچا مسلمان اپنی ملت اور وطن کی خدمت کرنا چاہتا ہو تو وہ اپنے مسلمان بھائی سے اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی خوف کھاتا ہی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس کی بات سُنکر کسی اجنبی کو پہنچا دے اور جاسوسی کرے اور اس کی چغلی کھائے ایسی چغلخوری اور جاسوسی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اجنبیوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ وہ مسلمانوں سے ہوشیار رہیں اور مسلمان اپنی قوم اور دین کے لئے کچھ نہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے

شاہ ابن سعود کا قول ہے کہ مجھے مسلمانوں اور صرف مسلمانوں ہی سے ڈر ہے۔ میں اجنبیوں سے نہیں ڈرتا اور اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اجنبیوں نے مملکتِ اسلام میں جس قدر بھی فتوحات حاصل کی ہیں اگر وہ سب کی سب مسلمانوں کے ہاتھ سے پوری نہیں ہوئیں تو ان فتوحات کا نصف یا تہائی حصہ ضرور مسلمانوں کے ہاتھ سے پورا ہوا ہے۔ دشمنانِ اسلام کو مسلمانوں میں سے ایسے بہت لوگ مل جاتے ہیں جو ان کی بہبودی کیلئے

Marfat.com

اپنی قوم کی جاسوسی کرتے ہیں، اجنبیوں کے حق میں پروپیگنڈا کرتے ہیں، اُن کے ساتھ شامل ہو کر تلوار اٹھاتے ہیں اور اپنی قوم کی گردنیں کاٹ کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ ان حالات میں فرمائیے کہ اب اسلام اور ایمان کہاں ہے؟ اور خدا کے اس فرمان کی کسے پرواہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ یعنی مومن تو آپس میں بھائی ہیں اور قرآن کی یہ آیت کسے یاد ہے؟ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط (ترجمہ:- اور تم میں سے جو کوئی ان (کافروں) کو رفیق و مددگار بنائے گا تو وہ انہی میں سے سمجھا جائے گا) نیز خدا کے اس حکم کی تعمیل کرنے والے کہاں ہیں؟

اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○	اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کی امداد و تعاون سے منع کرتا ہے جنہوں نے تمہارے ساتھ دین میں لڑائی کی۔ اور تمہیں اپنے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے کے درپے ہوئے (تم ان سے دوستی نہ کرو) جنہوں نے تم میں سے انکے ساتھ دوستی کی، وہ ظالم ہونگے

اسی حکم کے مطابق یہ بھی حکم ہے:-

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○	پس اگر تم مومن ہو تو چاہیئے کہ آپس میں جھگڑا نہ کرو اللہ سے ڈرو، اپنا باہمی معاملہ درست رکھو اور اسکے رسول کی اطاعت میں سرگرم ہو جاؤ۔

Marfat.com

کیا خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اور ایمانی دوستی اسی طرح ہوتی ہے کہ غیروں کے لئے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا جائے۔ پھر کیا خدا ایسے لوگوں کو عزت و نصرت دے گا اور اس زمین پر حکمران بنائیگا جو اپنی قوم، اپنے وطن اور اپنی ملت کے خلاف غیر طاقتوں کی خدمت اور وفاداری کو اپنا مقصدِ حیات بناتے ہوتے ہیں؟

اب اس مسئلہ کے اصلاحی پہلو پر غور فرمائیے۔ اگر کوئی غیرتمند مسلمان ان بزرگوں کو ملامت کرے اور انہیں خیانت اور غداری سے منع کرے تو وہ ہمیشہ یہی جواب دیں گے جناب والا! نہ ہم لڑنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ اجنبیوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ بے شک بُرا ہے لیکن ہم سے کئی گنا زیادہ بُرائیاں کرنے والے اور لوگ بھی تو موجود ہیں۔

بس انہی عذرات کو عذر لنگ کہتے ہیں۔ غور تو کیجئے، اگر یہ لوگ اپنی تلواروں سے اپنی قوم اور ملت کی خدمت نہیں کر سکتے تھے تو قلموں کو جنبش دیتے، اگر قلموں کو جنبش نہیں دے سکتے تھے تو پھر زبان سے خدمت کرتے، اگر زبان سے بھی خدمت کا موقع نہ پاتے تھے تو کم از کم دل ہی سے کفّار کو بُرا سمجھتے، لیکن ان کمبختوں نے کچھ بھی نہ کیا۔

Marfat.com

البتہ کیا تو کیا کیا کہ دشمنان اسلام کے لئے اپنی قوم کی مصلحت کے خلاف جاسوسی کی اور اس ذلت کے باوجود اب وہ بہت خوش اور مطمئن نظر آتے ہیں اور بے خبر پڑے ہوتے عیش کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اُن کو نہ غم ہے، نہ فکر ہے، نہ حیلہ ہے اور نہ شرم ہے۔ وہ مسلمانوں کے حقوق کو فروخت کر کے اُن کی قیمت کھا رہے ہیں، وہ اپنے آرام کے عاشق ہیں، ان کا ضمیر مُردہ ہو چکا ہے اور انہیں ملامت بھی کوئی نہیں کرتا اور نہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا مسلمان موجود ہے جو انہیں ان کی غدّاریوں اور بدکاریوں کا بدلہ دے سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام دنیا کے مسلمان برابر نہیں ہیں، مثلاً افغانیوں میں کوئی ایسا آدمی نہ ملے گا جو دشمنانِ اسلام کی خدمت کرے اور پھر زندہ بھی رہے۔ اسی طرح وہابیوں میں بھی یہ بات نہیں ملتی۔ پھر مصریوں میں بھی سیاسی احساس یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ کوئی آدمی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ اجنبیوں کے حکم کو اپنی قوم کے حکم پر علی الاعلان ترجیح دے سکے یا اجنبیوں میں صاف طور پر کھڑا ہو سکے، لیکن افسوس کہ اسلام کے دوسرے ملکوں میں یہ بات بھی موجود نہیں ہے۔ ان ممالک میں جو شخص بھی چاہتا ہے بڑی سہولت اور بے شرمی کے ساتھ دشمنانِ اسلام کا وفادار بن جاتا ہے اور

Marfat.com

علی الاعلان ان کی حمایت کرتا ہے۔ اب فرمایئے کیا خدا ایسے ہی مسلمانوں کو اپنی حفاظت عطا فرماتے گا! اور یہ وعدہ پورا کرے گا:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْــــًٔا ۭ

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کیے کہ ان کو زمین پر خلافت عطا فرمائیگا اسی طرح جیسے ان سے پہلے بنی اسرائیل وغیرہ گذشتہ اُمتوں کو عطا فرمائی تھی اور جو دین ان کیلئے اس نے پسند کیا ہے یعنی اسلام اس کو دنیا میں قائم کرکے رہیگا، نیز خوف او خطرے کی اس زندگی کے بعد ان پر طمانینت اور رحمت کا ایسا دور طاری کردے گا کہ وہ باطمینان اللہ کی عبادت کریں گے کسی کو اس کا شریک نہ گردانیں گے۔

سنو! خدا اس سے پاک ہے کہ اس کے وعدۂ خلافت کا اشارہ آج کل کے مسلمانوں کی طرف ہو، وہ مسلمان اپنی قوم کے خائن ہیں اور غیروں کے وفادار ہیں اور ان کی رضا جوئی کے لئے اپنے بھائیوں کو ہر قسم کے نقصانات پہنچانے میں دریغ نہیں کرتے بلکہ اپنے دنیوی مفاد کی خاطر وہ ہر ذلیل سے ذلیل کام کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، حالانکہ خدا نے ایمان کو اعمالِ صالح کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔ ان کی ان بداعمالیوں سے ظاہر ہے کہ ان کا سینہ دراصل ایمان سے خالی ہے۔

Marfat.com

مذکورہ بالا آیت کا اشارہ اُن مسلمانوں کی طرف نہیں جنہوں نے اپنی قوم کے مقابلہ میں دشمنوں کو امداد دی ہے، ان کی جاسوسی کی ہے اور اپنے وطن اور ملت کی خرابی کے لئے اجنبیوں کے وفادار بن گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اسلام کے لئے صرف یہی کافی سمجھ رکھا ہے کہ نماز پڑھو، درود بھیجو اور ہر وقت ایک لمبی سی تسبیح اپنے ہاتھ میں پکڑے رہو۔ اگر یہ باتیں کسی شخص کو مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوتیں تو قرآن یہ اعلان نہ کرتا، اے فرزندانِ اسلام! جہاد کے لئے نکلو، صبر کرو، سچے ہو جاؤ، تکلیفیں اٹھاؤ، اپنے مومن بھائیوں کی مدد کرو، انصاف سے کام لو اور احسان کرو، اگر صرف درود وظائف کسی انسان کو مسلمان بنانے کے لئے کافی ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ

(اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو "اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تم نے کمایا ہے، تمہاری تجارت جسکے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو، تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں اس قدر پسند ہیں، یہ ساری چیزیں تمہیں اللہ سے اسکے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہیں، تو (کلمہ حق تمہارا محتاج نہیں) انتظار کرو

Marfat.com

سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ○	یہاں تک کہ جو کچھ خدا کو کرنا ہے، وہ تمہارے سامنے آئے اور اللہ کا مقررہ قانون ہے کہ وہ) ناسقوں پر (کامیابی وسعادت کی) راہ نہیں کھولتا!

کیا ہمارے دوست لبیونی عمران صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل کے مسلمانوں میں سوائے شاذونادر کے کوئی مسلمان ایسا مل سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبّت کرتا ہو اور انہیں اپنے باپ بیٹے، بھائی بیوی، تجارت اور جائداد پر ترجیح دیتا ہو؟

ایک قابلِ غور مثال

اب ہم ایک اور مثال دیں گے جس سے مسلمانوں کی ہمّت اور ایمان کا اندازہ لگ سکیگا اور وہ یہ ہے:-

ہم خدانخواستہ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ فرانسیسی لوگ بربریوں کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہورہے ہیں اور روما کا پوپ کیتھولک عیسائیوں سے چندہ کی اپیل کرتا ہے تاکہ اسی لاکھ بربری مسلمان چالیس کروڑ عیسائیوں میں شامل ہوجائیں اور ان کے لئے گرجے، سکول، یتیم خانے اور ہسپتال بنوا دیئے جائیں۔ آپ فرمایئے اس اپیل کے جواب میں انہیں کتنے کروڑ روپے ملیں گے؟ ظاہر ہے کہ کروڑوں روپے جمع ہوجائیں گے

Marfat.com

لیکن اگر یہی اپیل پروٹسٹنٹ عیسائیوں سے کی جاتے تو ان کا چندہ کیتھولک کے چندہ کی نسبت یقیناً دوگنا ہوگا اور یہ رقم بہت کم مدت میں جمع ہو جائے گی۔

اب ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ دیکھو! تمہارے بربری بھائی اسلام سے مرتد ہونے کے قریب پہنچ گئے ہیں اور اس ارتداد کا باعث محض جہالت ہے۔ لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ تم ان لوگوں میں اپنے علماء بھیجو تاکہ وہ انہیں اچھی طرح سے اسلام سکھا دیں۔ نیز ان کے لئے مسجدیں، سکول اور یتیم خانے بنوا دیں تاکہ وہ اسلام پر قائم رہ سکیں۔ فرمائیے ہماری اس اپیل کا نتیجہ کیا ہوگا؟ میرا خیال ہے کہ جان توڑ کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد بھی شاید مسلمانوں کا چندہ عیسائیوں کے چندہ کا سوواں حصہ ہوگا اس سے زیادہ کبھی نہیں ہوگا پس اس مثال سے عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذہبی حمیت عیاں ہوگئی، اب اسکے بعد یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان کیوں ذلیل ہو گئے اور دیگر اقوام کیوں ترقی پر ہیں؟

مسلمانوں پر تعصب کا الزام اور اسکی حقیقت

عیسائیوں کے شہرۂ آفاق تعصب کے باوجود عیسائی مصنّف اور اخبار نویس اور ان کے مشرقی شاگرد، دوسروں پر تعصب کا الزام

Marfat.com

لگانے میں شرم محسوس نہیں کرتے اور اپنے آپ کو وسیع دل بتاتے ہیں چنانچہ یہ لوگ راقم الحروف کے علاوہ سید رشید رضا اور عبدالحمید بک سعید رئیس جمعیۃ الشبان المسلمین وغیرہ کو جو اسلام کی حمایت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو جگاتے ہیں، ہمیشہ متعصب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ ہم صرف عیسائیوں کے نزدیک ہی متعصب نہیں ہیں بلکہ ان لوگوں کے نزدیک بھی متعصب سمجھے جاتے ہیں جو مسلمان کہلانے کے باوجود اسلام کے حکموں اور مسلمانوں کی ضرورتوں سے بے پروا ہو چکے ہیں اور بعض دفعہ عیسائیوں کی دوستی حاصل کرنے کے لئے دینِ اسلام سے اپنا بے پروا ہونا بھی اُن پر جتا دیتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرنگیوں کے نزدیک کوئی مسلمان صرف اسی وقت غیر متعصب ثابت ہو سکتا ہے جبکہ وہ بربریوں کو عیسائی بنانے میں فرانسیسیوں کی کوششوں کا حال سُن کر اپنی آنکھیں بند کر لے یا جب وہ سنے کہ ہالینڈ والوں نے جاوا میں دس لاکھ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا ہے۔ (جیسا کہ ہالینڈ پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے کہا ہے) تو یہ کہہ دے کہ مجھے کوئی پروا نہیں، جاوا کے رہنے والے عیسائی ہوں کہ مسلمان مذہب کی تبدیلی ان کا پرائیویٹ معاملہ ہے اور اس کا تعلق ان کے ضمیر سے ہے۔ اگر کوئی مسلمان ایسا کرے تو وہ تہذیب یافتہ سمجھا جاتے گا

Marfat.com

اور تمام یورپ میں اس کا ذکر ہوگا، لیکن اسکے خلاف عیسائیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے کروڑوں روپے خرچ کریں بلکہ توپیں ہوائی جہاز اور ٹینکوں تک کو کام میں لائیں اور مسلمانوں کو شعائر دینیہ کی ادائیگی سے روک دیں۔ اسکے علاوہ اسلام کو شکست دینے کے لئے اسلامی ملکوں میں بھی ہر قسم کا پروپیگنڈا کریں۔ یہ لوگ تو ان سب حرکات کے باوجود بھی مہذب، متمدن اور جنٹلمین رہ جاتے ہیں مگر مسلمان اپنے بھائیوں کو بچا بھی نہیں سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو تمام یورپ میں ڈھنڈورہ پیٹ دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ کتنے فرقہ پرست اور متعصب ہیں۔

اب ایک اور تماشہ دیکھئے، یورپ کی یہ تمام سینہ زوریاں ظاہر ہیں۔ حکومت فرانس اپنے آپ کو غیر متعصب کہلانے کے باوجود بربریوں کو عیسائی بنا رہی ہے اور ہالینڈ کی گورنمنٹ جاوا میں مشنریوں کی حمایت کر رہی ہے۔ بلجیم گورنمنٹ کونگو کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے درپے ہے۔ برطانوی حکومت یوگنڈا، دارالسلام اور سوڈان میں اسلامی تبلیغ کی روک تھام کر رہی ہے۔ یہ اور ایسی ہی ہزاروں مثالوں کے باوجود یہ نام نہاد اور مغرب زدہ مسلمان اب تک ناواقف مسلمانوں کو دھوکا دیتے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ یورپ نے دین کو بالکل

Marfat.com

پسِ پُشت چھوڑ رکھا ہے اس لئے وہ کامیاب ہو گیا ہے اور مسلمان کبھی ترقی نہیں کر سکتے جب تک کہ اسلام کو خیرباد نہ کہہ دیں۔

ترکی میں اس قسم کا پروپیگنڈا کیا گیا تھا اور بہت سے لوگ ان کے جال میں سوچے سمجھے بغیر پھنس گئے۔ یہ ترکوں کے پیرو جب مصر، شام، عراق اور ایران میں بھی بعض لوگوں سے ملتے ہیں تو ایسی ہی خلافِ حقیقت باتیں بلا تامل رٹتے رہتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ ان دجّالوں کی باتوں کو صحیح تسلیم کرنے والے سادہ لوح مسلمان ہر جگہ مل جاتے ہیں۔

Marfat.com

زوالِ اُمت کے اہم اسباب

مسلمانوں کے اسباب زوال میں یہ چند باتیں بہت اہم ہیں :-

۱- جہالت :- سب سے اوّل جہالت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ جاہل لوگ جو سرکہ اور شراب میں بھی تمیز نہیں کر سکتے، ہر قسم کی بیہودگی کو ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور جواب دینے کی طاقت نہ رکھنے کے باعث ہر وقت اغیار کے فریب کا شکار رہتے ہیں۔

۲- کم علمی :- دوسری وجہ مسلمانوں کی کم علمی ہے۔ یہ چیز جہالت سے بھی بدتر ہے کیونکہ اگر سچا عالم مل جائے اور انہیں راہِ راست پر آمادہ کر سکے تو وہ فی الفور راستی کو قبول کر لیتے ہیں لیکن نیم تعلیمیافتہ اشخاص اپنی منطق کے سامنے کسی کا قول بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مشہور مقولہ ہے "نیم حکیم خطرۂ جان اور نیم مُلّا خطرۂ ایمان" میری اپنی رائے بھی یہی ہے کہ ایک پورا جاہل، آدھے جاہل سے بہتر ہے۔

۳- اخلاق کا زوال :- تیسری چیز مسلمانوں کے اخلاق کا

Marfat.com

رگر جاتا ہے۔ ہم نے قرآن کریم کی ارشاد فرمائی ہوئی اچھی صفات جن سے ہمارے اسلاف اعلیٰ مرتبوں تک پہنچے، بالکل ترک کر دی ہیں اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ قوم کو بنانے اور بڑھانے کے لئے علوم اور معارف کی نسبت اخلاقِ عالیہ کی موجودگی کہیں زیادہ ضروری ہی امیر الشعراء شوقی کیا خوب کہتا ہے ؎

وانما الامم الاخلاق ما بقیت
فان ہم ذہبت اخلاقہم ذہبوا

(قومیں تب زندہ رہ سکتی ہیں جب تک کہ ان میں اخلاق زندہ ہوں
اور اگر ان کے اخلاق چلے جائیں تو وہ خود بھی چلی جاتی ہیں)

۴۔ علماء اور سلاطین کا زوال: مسلمانوں کے زوال کے اہم وجوہات میں سے ان کے علماء اور حاکموں کی کمزوری ہے۔ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عام لوگ محض ان کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کا حق ہے کہ وہ ان کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ اور یہ حال ان کے دماغوں میں یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ اگر کوئی شخص راہِ راست پر لائے تو وہ اسے مار ڈالنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ زیادہ افسوس یہ ہے کہ ان ظالم حاکموں کو ایسے منافق مولوی ملے ہوتے ہیں جو ہمیشہ حق پرستوں کو باغی قرار دیکر قتل کے فتوے دیتے رہتے ہیں حالانکہ

Marfat.com

اُن کا فرض یہ تھا کہ وہ حکّام کو سیدھا راستہ دکھاتے۔ چنانچہ قدیم حکومتوں میں عالموں اور مولویوں کا کام وہی تھا جو آج کل پارلیمنٹ کا کام ہے۔ وہ قوم اور حاکم پر نگرانی رکھتے تھے اور جب کبھی قوم پر ظلم ہوتا تھا، وہ فوراً اپنی آواز بلند کر کے حاکم وقت کو تنبیہ کر دیتے اور اس طرح مسلمانوں کا کام ہمیشہ درست رہتا تھا۔

اس درستی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ علماء پرہیزگار تھے، دُنیا کے ساز و سامان سے بے پرواہ تھے، انہیں یہ فکر نہ تھی کہ حاکم ان کی نصیحت سے ناراض ہو جائے گا۔ جب تک مسلمانوں میں ایسی جماعت زندہ رہی کسی خلیفہ یا حاکم کو علی الاعلان ظلم کرنے کی جُرأت نہ ہوتی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عام اُمّت علماء کے پیچھے ہے اور علماء حق پرست ہیں لیکن افسوس کہ ان اچھے اور سچے عالموں کے بعد ایسے علما پیدا ہوئے جنہوں نے عِلم کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنا لیا اور دنیا کو شکار کرنے کے درپے ہو گئے، ایسے علماء نے فاسق اور بدکار حاکموں کی ناجائز باتوں کو بھی جائز کر دیا اور ان کی رضا جوئی کے لئے دین کے احکام کو دین کے نام سے توڑ ڈالا اب رہے عوام النّاس تو وہ ان منافق مولویوں کی بڑی پگڑیوں اور لمبے لمبے عصاؤں کو دیکھ کر دھوکا کھا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان مولویوں کے فتوے صحیح ہیں، ان کی رائے درست

Marfat.com

ہے اور شریعت کے موافق ہے پس اس گمراہی اور غلطی سے اسلام کی خرابی بڑھ رہی ہے۔ اُمّت کے فائدے ضائع ہو رہے ہیں مسلمان روز بروز مرتے جاتے ہیں، ان کے دشمن ترقی کرتے جاتے ہیں اور ان سب باتوں کا گناہ مولویوں پر ہے۔

۵۔ دردناک بُزدلی اور مایوسی

مسلمانوں کے تنزّل کا ایک اور بڑا سبب ان کی بزدلی ہے، ہمارے اسلاف تمام اقوام عالم میں شجاعت وشہامت کے لئے مشہور تھے، وہ موت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جب ایک مسلمان تن تنہا دس آدمیوں کا اور بعض دفعہ سَو کا مقابلہ کرتا تھا مگر آج یہ حالت ہے کہ وہ موت کے نام سے بھی ڈرنے لگتے ہیں اور اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ خوف ہی ایک ایسا امر ہے جو اسلام کے ساتھ کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

زیادہ تعجب یہ ہے کہ مسلمانوں پر زیادتی کرنے والے دشمنوں کو موت کا اس قدر خوف نہیں ہے جس قدر دشمنوں کے مٹانے میں مسلمانوں کو موت کا خوف ہے اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ اسلام کے دشمن اپنی قوم اور وطن کے لئے کس کس طرح موت سے کھیل رہے ہیں اسکے نتیجہ میں کیا

Marfat.com

کیا کامیابیاں حاصل کر رہے ہیں ؟ لیکن ہم پھر بھی شرم نہیں کرتے، نہ دشمن سے سبق لیتے ہیں اور نہ خدا کے اس قول سے عبرت حاصل کرتے ہیں

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ۗ

اور (دیکھو) دشمنوں کا پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو۔ اگر تمہیں (جنگ میں) تکلیف پہنچتی ہے، تو جس طرح تم تکلیف میں ہوتے ہو وہ بھی (تمہارے ہاتھوں) تکلیف میں ہوتے ہیں اور (تمہیں ان پر یہ فوقیت ہے کہ) اللہ سے (کامیابی اور اجر کی) ایسی ایسی اُمیدیں رکھتے ہو، جو انہیں میسر نہیں (کیونکہ تم اللہ کی راہ میں حق و انصاف کیلئے لڑ رہے ہو، وہ اپنی نفسانی خواہشوں کیلئے ظلم و فساد کی راہ میں لڑ رہے ہیں)

بُزدلی کے ساتھ ساتھ سب سے بڑا مرض یہ ہے کہ عام مسلمانوں میں مایوسی بھی پھیل رہی ہے۔ ان کا یہ عقیدہ ہو گیا ہے کہ وہ فرنگیوں سے بہت گرے ہوتے ہیں، وہ ان سے لڑ کر عہدہ برآ نہیں ہو سکتے اور نہ ان کے ساتھ جنگ کر کے انہیں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، یہ عقیدہ یہاں تک ترقی کر گیا ہے کہ فرنگیوں کو مسلمانوں کی محض بزدلی کے باعث کئی کئی جگہ از خود فتوحات حاصل ہو جاتی ہیں۔ پُرانے زمانے کی روایات بدل گئی ہیں اور کئی جگہ تو ان کے چند آدمی بے شمار مسلمانوں کا مقابلہ کر کے ہٹا دیتے ہیں ؎

یری الجبناء ان الجبن حزم ∴ وتلك خديعة الطبع اللئيم

Marfat.com

(ڈرپوک لوگ بزدلی کو عقلمندی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ کمینہ لوگوں کا ہتھیار ہے)

افسوس ہے کہ ہم وہ زمانہ بھول گئے ہیں جبکہ محض بیس مسلمان بارسلونا سے فرانس کے جنوب میں فراکسیمہ کو آئے اور پہاڑ پر قبضہ کر کے اور ایک قلعہ بنا کر رہنے لگے اور پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ وہ ایک سو ہو گئے۔ تب انہوں نے ایک باقاعدہ حکومت قائم کی اور فرانس کے جنوبی حصہ کے علاوہ اٹلی کے شمالی حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف ایک سو تھی مگر اس حال میں بھی گردونواح کے بادشاہ ان کی دوستی کے طلبگار تھے۔ کوہِ الپ کی چوٹی اور فرانس اور اٹلی کے وسطی پہاڑوں کی شاہراہیں ان کے قبضہ میں تھیں اور ان راستوں سے جس قدر بھی قافلے گذرتے تھے، وہ اُن سب سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔

اس چھوٹی سی جماعت نے یہاں تک ترقی کی کہ وہ یورپ اور سوئٹزرلینڈ کے وسط میں بحیرۂ کونستانزہ تک پہنچ گئی اور پورے پچانوے سال تک ان علاقوں پر حکمران رہی۔ آخر کار تمام اہلِ فرنگ متحدہ قوت سے ان کے مٹانے پر کمربستہ ہو گئے، یہاں تک کہ وہ مسلسل لڑائیوں کے بعد مٹا دیئے گئے۔ اس وقت ان مسلمان عربوں کی تعداد

Marfat.com

۱۵۰۰ سے زیادہ نہ تھی۔

جدید آلات نہ ہونے کا بہانہ

بعض بیوقوف لوگ کہیں گے کہ ہاں جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ ضرور درست اور بجا ہے لیکن یہ باتیں تب تھیں جبکہ فرنگیوں کے پاس لڑائی کے جدید آلات، توپیں، ٹینک اور ہوائی جہاز وغیرہ موجود نہ تھے۔ علوم جدیدہ کی ترقی نے ان حالات کو بالکل بدل دیا ہے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ باتیں محض بزدلی اور حماقت کی ہیں کیونکہ اس زمانے میں بھی مسلمانوں کے دشمن کچھ کم ساز و سامان کے مالک نہ تھے۔ تاریخ کی ورق گردانی کیجئے، آپ کو معلوم ہو گا کہ پرانے زمانے میں بھی لڑنے کے لئے خاص خاص ہتھیار موجود تھے اور وہ اس زمانے کے لئے آج کل کی توپوں اور مشینوں ہی کا کام دیتے تھے، اصل واقعہ یہ ہے کہ ظاہری ہتھیار اور سامان دلوں میں ہمت پیدا نہیں کرتے بلکہ انسان کی ہمت ان سامانوں کو پیدا کرتی ہے۔

یہ ہتھیار اور سامان محض بے فائدہ ہو سکتے ہیں بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ بے کار ہو جاتے ہیں، اگر یہ کسی کم ہمت اور بزدل شخص کے ہاتھ میں ہوں۔ اصل چیز ہتھیار نہیں بلکہ انسان کی ہمت اور حوصلہ ہے۔

Marfat.com

جدید علوم سے محرومی کا بہانہ

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اگرچہ یہ باتیں سچ ہیں تاہم عملی کامیابی کے لئے آج کل کے علوم ازبس ضروری ہیں اور چونکہ یہ علوم مسلمانوں میں موجود نہیں ہیں اس لئے وہ فرنگیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے

گذارش ہے کہ جب مسلمانوں میں ہمت اور عقل ہو گی تو وہ نئے علوم اور موجودہ اختراعات کے بھی مالک ہوں گے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جاپانی لوگ ۱۸۶۶ء تک تمام ممالک مشرقیہ کی طرح پسماندہ تھے۔ لیکن جب انہوں نے اہلِ یورپ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہا اور ان کے علوم اور صنعتوں کو سیکھا تو وہ پچاس ہی سال کے اندر اندر ان کے برابر ہو گئے پس اگر اُمت مسلمہ کھڑا ہونا چاہتی ہے اور طاقتور قوموں کے دوش بدوش چلنا چاہتی ہے تو اسکے لئے بھی یہی راستہ کھلا ہے۔ وہ مسلمان ہوتے ہوتے بھی اغیار کا مقابلہ کر سکتی ہے جیسا کہ جاپانیوں نے کیا ہے اور اپنے مذہب اور رسوم پر قائم رہتے ہوئے کیا ہے۔

بُزدلی چھوڑو ہتھیار موجود ہیں

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں نے کس وقت جدید قسم کے ہتھیاروں کو

Marfat.com

حاصل کرنا چاہا اور یہ سامان انہیں نہ ملا؟ واقعہ تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اگر کوئی کمی ہے تو وہ عزم واستقلال کی کمی ہے۔ جب بھی ان میں عزم واستقلال پیدا ہوگا انہیں سب کچھ مل جائے گا۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر آج کوئی مسلمان ہتھیار حاصل کرنا چاہے تو دوسرے ہی دن اسے ہر قسم کے ہتھیار مل جاتے ہیں۔ ہاں ہتھیار لینے کے لئے پیسہ دینا ہوتا ہے اور اس معاملہ میں ہم بہت کمزور ہیں، ہم نہ تو خرچ کرنے کو تیار ہوتے ہیں اور نہ فرنگیوں اور جاپانیوں کے نقشِ قدم پر چلنا چاہتے ہیں۔ ہم فتح وکامیابی کو بغیر ہتھیاروں کے اور ہتھیاروں کو بغیر پیسہ کے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ حماقت ہے ہماری انہی کوتاہیوں کے باعث جب دشمن ہم پر غالب آجاتا ہے تو ہم چیخنے لگتے ہیں اور پکار پکار کر کہتے ہیں کہ خدا کا یہ وعدہ کہاں ہے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (خدا پر حق ہے، مومنوں کی مدد کرنا؟)

اس پکار کا مطلب تو یہ ہوا کہ گویا خدا نے مومنوں کو مفت میں کامیابی دینے کا وعدہ کیا ہے، خواہ وہ کام کریں یا نہ کریں۔ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کامیابی کے لئے مسلمان کہلانا یا درود پڑھنا یا خانقاہوں پر بیٹھ کر دعائیں کرنا کافی ہے اور یہ کر دینے کے بعد خدا کا

Marfat.com

فرض ہے کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مُسلمانو! مایوس نہ ہو

اس کاہلی، بے پروائی اور گمراہی کا نتیجہ دیکھئے کہ بے شمار ہتھیار مسلمان، محدودے چند ہتھیاروں والے فرنگیوں کے سامنے کھڑے ہونے کی طاقت بھی نہیں رکھتے اور جب کہیں فریقین آمنے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو مسلمان بھاگ جاتے ہیں اور یہ چکّر اسی طرح چل رہا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے آپ پر کوئی اعتماد باقی نہیں رہا اور وہ مایوسی کے عالم میں فرنگیوں کے نام ہی سے خوف زدہ ہونے لگے ہیں اور بعض جگہ تو خود ہی اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیتے ہیں اور مسلمان ہونے کے باوجود مستسلم (اپنے آپ کو سپرد کرنے والا) بن کر خدا کا فرمان بھول گئے ہیں:۔

وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُہٗ

اور دیکھو، نہ تو ہمت ہارو، نہ غمگین ہو اتم ہی سب سے سربلند ہو، بشرطیکہ تم سچے مومن ہو! ...... اگر تمہیں نقصان پہنچ تو دشمنوں کو بھی تو ویسے ہی نقصان پہنچے ہیں۔ درحقیقت جیت کے) اوقات ہیں جنہیں ہم انسانوں میں اِدھر اُدھر رہتے ہیں (کبھی ایک گروہ کے حق میں میدانِ جنگ کا

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج	ہوتا ہے، کبھی دوسرے کے حق میں پس یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ سے تم ہمت ہار بیٹھو)

مسلمان یہ حقیقت فراموش کر چکے ہیں کہ مومن کے قلب میں ناامیدی کا آنا کفر کے برابر ہے۔ چنانچہ فرمانِ خداوندی کے مطابق ان کے اسلاف کی عملی حالت یہی تھی :۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○	یہ وہ لوگ ہیں جن سے بعض آدمی کہتے تھے "تم سے جنگ کرنے کے لئے دشمنوں نے بہت بڑا گروہ اکٹھا کر لیا ہے۔ پس چاہیے کہ ان سے ڈرتے رہو" (اور مقابلے کیلئے باہر نہ نکلو) لیکن (بجائے اسکے کہ یہ بات سنکر وہ ڈر جاتے) انکا ایمان اور زیادہ مضبوط ہو گیا وہ (بے خوف و خطر ہو کر) بول اٹھے "ہمارے لئے اللہ کا سہارا بس کرتا ہے اور جب کا کارساز اللہ ہو تو کیا ہی اچھا اس کا کارساز ہے !"

دولت اور زندگی صرف کرو

لیکن موجودہ حالت کیا ہے ؟ موجودہ حالت یہ ہے کہ اگر کسی ملک کے مسلمانوں سے ان مجاہدوں کے لئے جو کسی اجنبی سے لڑ رہے ہوں، چندہ مانگا جاتا ہے تو بعض لوگوں کا جواب یہ ہوتا ہے چندہ دینے سے کیا فائدہ، جب کہ دشمن بہرحال مسلمانوں پر غالب ہو گا ؟

Marfat.com

حالانکہ وہ ذرا بھی غور کرتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ اُن کا یہ عقیدہ انہیں کمزور اور دشمن کی طاقت کو زیادہ مضبوط کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اپنے مجاہدین کی مالی امداد نہ کرنے میں انہیں کوئی مالی فائدہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اگر مسلمان مجاہدین مغلوب ہو گئے تو تمام مغلوب مسلمانوں کی دولت اغیار کے قبضے میں چلی جائے گی، وہ اپنی تجارت اور اقتصادیات میں آزاد نہ رہیں گے، بلکہ ان کے پاس جو کچھ بھی ہوگا وہ دشمنوں کا مال ہوگا اور مسلمانوں کے پاس سوائے چند بوسیدہ ہڈیوں کے اور کچھ باقی نہ رہے گا بلکہ بعض حالتوں میں وہ اس درجہ مفلس وقلاش ہو جائیں گے کہ ایک ایک لقمے کے لئے در بدر پھریں گے اور بھوکے رہ کر سڑکوں پر جانیں دیں گے، جیساکہ افریقہ اور ہندوستان میں اکثر ہوتا ہے۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ان ممالک میں جب کبھی قحط پڑتا ہے تو افریقی اور ہندستانی ہزارہا کی تعداد میں مر جاتے ہیں لیکن کوئی انگریز نہیں مرتا، اس لئے کہ اجنبیوں نے ان ملکوں کی دولت پر اس طرح قبضہ کر لیا ہے کہ اصلی باشندوں کے لئے غریبی اور محتاجی کے سوائے اور کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی، ان حالات میں اگر آج کل کے مسلمان اپنے مجاہد بھائیوں کی امداد کرنے سے قاصر ہو چکے ہیں تو اس کا اصل سبب بھی

Marfat.com

یہی ہے کہ انہوں نے شروع شروع میں اپنے مجاہدین کو مالی امداد دینے میں کنجوسی سے کام لیا اور اس کی پاداشں میں اب وہ ذلیل وخوار ہونے کے علاوہ مفلس وقلاش بھی ہیں اور بھوکے بھی مر رہے ہیں۔ خدا کا قانون یاد رکھو کہ ہمیشہ غلامی کے ساتھ مفلسی ہوتی ہے اور آزادی کے ساتھ دولت مندی۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

لا تذخروا المال للاعداء انھم ان یظھروا یاخذ وکم والتلاد معا
ھیھات لاخیر فی مال وفی نعم قد احتفظتم بھا ان انفکم جدعا

(تم دولت کو دشمنوں کے لئے مت جمع کرو، کیونکہ اگر وہ غالب آگئے تو وہ تم سے تمہاری زندگی اور تمہاری دولت دونوں چیزیں چھین لیں گے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس دولت اور صحت سے جسے تم نے جمع کر رکھا ہے، تم کو کوئی فائدہ نہیں ہے اگر تمہاری ناک کٹ گئی) متنبی کہتا ہے:۔

فلا مجد فی الدنیا لمن قل مالہ ولا مال فی الدنیا لمن قل مجدہ

(دنیا میں نہ مال کے بغیر بزرگی ملتی ہے اور نہ بزرگی کے بغیر مال ملتا ہے)

دولت کی محبت اور موت کا خوف

افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اپنی دولت اور زندگی کی بے جا

Marfat.com

حفاظت کر رہے ہیں اور اس لئے انہوں نے دولتوں کو ضائع کر دیا ہے
اور اب ان کی حالت اس حدیث کے مطابق ہے جس میں حضورؐ نے فرمایا
تھا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب کہ دنیا کی قومیں مسلمانوں پر اس
طرح ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح بھوکے آدمی کھانے کی رکابی پر
ٹوٹ پڑتے ہیں صحابہ نے پوچھا کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟
حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم بہت ہو گے مگر تمہاری حالت ایسی
حالت ہو گی جیسے کہ سیلاب کے اوپر گھاس پھوس ہوتا ہے۔
لوگوں نے سوال کیا کہ ایسا کیوں ہو گا؟ ارشاد فرمایا کہ تم میں وھن
پیدا ہو جائے گا۔ سوال کیا گیا کہ یا حضرت وھن سے کیا مراد ہے؟
ارشاد فرمایا دولت کی محبّت اور موت کا خوف۔ بس یہی دونوں
چیزیں مسلمانوں کے زوال اور بربادی کا موجب ہیں۔ وہ موت
سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ دشمن کا مقابلہ ہی نہیں کرتے اور دولت
سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ شہید ہونے والوں کو بھی امداد نہیں
دیتے۔ آج مسلمانوں کی تعداد کم نہیں ہے، لیکن اس عددی اکثریت
سے کیا حاصل، جب تک کہ کوئی جوہر ہی موجود نہ ہو؟ بہرحال حدیث
نبویؐ کے مطابق مسلمانوں کی پستی اور زوال کا اصل موجب یہی
دو چیزیں ہیں دولت کی محبّت اور موت کا خوف اور ثابت شدہ

Marfat.com

بات یہ ہے کہ جو شخص دنیا کے ساتھ بکثرت محبت کرتا ہے، وہ اس کے منافعوں اور لذتوں سے ضرور محروم رہ جاتا ہے اور جو زندگی کی حد سے زیادہ حفاظت کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو کبھی مصیبتوں سے نہیں بچا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ زندگی، دولت اور دنیا کی تمام پسندیدہ چیزوں کو حکم خدا کے مقابلہ میں ناچیز سمجھیں، کبھی ناامید نہ ہوں اور ہمیشہ صبر و ثبات سے کام لیں، آیت کے الفاظ دیکھئے:-

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ○	اور دیکھو، کتنے ہی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے باخدا لوگوں نے (راہ حق میں) جنگ کی، لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ان سختیوں کی وجہ سے جو انہیں خدا کی راہ میں پیش آئی ہوں، بے ہمت ہو گئے ہوں اور نہ ایسا ہوا کہ کمزور پڑ گئے ہوں یا (ان کی عزت نفس نے یہ بات گوارا کر لی ہو کہ ظالموں کے سامنے عجز و بے چارگی کا اظہار کریں (بے ہمتی، کمزوری اور حریف کے سامنے اعتراف عجز، وہ باتیں ہیں جن سے باخدا آدمی کا دل کبھی آشنا نہیں ہو سکتا) اور اللہ انہی لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو مشکلوں مصیبتوں میں ثابت قدم رہتے ہیں!

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے ہی مسلمان دیکھنا چاہتا ہے لیکن اگر وہ ایسے نہیں ہیں تو ان کا کیا حق ہے کہ وہ خدا سے قرآن حکیم کے وعدوں کے ایفا کا مطالبہ کریں؟

Marfat.com

الحاد پروری اور قدامت پسندی

"اپنے قومی شعار پر قائم رہنا ہی اصل حیات ہے"

اسلام کے تنزل کے وجوہات میں سے دو چیزیں اور ہیں، ایک تعصب اور تنگ خیالی اور دوسرے مادہ پرستی اور الحاد۔ میری رائے ہے کہ جس طرح ملحد لوگ جو پرانے رسوم وعقائد کی بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں، اسلام کو نقصان پہنچاتے ہیں، اسی طرح متعصب اور تنگ خیال لوگ بھی جو پرانی لکیر کو پیٹنا چاہتے ہیں اور کسی بھی مفید اصلاح کے قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ہر جدید بات کا اختیار کرنا خواہ وہ کسی قدر بھی مفید ہو، موجب کفر ہے اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ انہی متعصب اور ملحد لوگوں نے اسلام کو ضائع کر دیا ہے۔ مادہ پرست اور الحاد پرور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ مسلمانوں اور مشرقیوں کو فرنگیوں کے ساتھ اس طرح ملا دینا چاہتے ہیں کہ اس ملاپ کے بعد مسلمانوں کا اپنا کوئی قومی امتیاز باقی

Marfat.com

رہ جاتے اور وہ فرنگی تمدن میں جزء کیمیادی کی طرح تحلیل ہوکر رہ جائیں اور فرنگیت کے سوا ان کا کوئی نام ونشان تک نظر نہ آسکے۔ یہ کوشش ان کی طرف سے عمل میں آرہی ہے جو یورپین تہذیب سے شکست کھاکر معترف ہیں کہ ان کے بزرگ اور وہ خود پست، ذلیل اور کمینے ہیں اور ذلت سے نکلنے کے لئے اپنے حسب ونسب، تہذیب اور رسوم سے صاف طور پر انکار کر دیتے ہیں، حالانکہ قانون فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر قوم اپنے خاص رسوم، لباس، آداب، عقائد، کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریقے پر قائم رہے اور اپنے ماحول کے مطابق قدرتی زندگی بسر کرے۔

اقوام یورپ کی زندگی اور آزادی کا راز

اگر ہم عیسائیوں کی حالت دیکھیں جو دنیا کے لئے اعلیٰ نمونہ سمجھے جاتے ہیں تو معلوم ہوگا کہ ہر انگریز، انگریز رہنے پر مُصر ہے، ہر فرانسیسی، فرانسیسی رہنا چاہتا ہے، ہر جرمن، جرمن بنے رہنے پر قانع ہے اور یہی حال اٹلی اور رُوس وغیرہ کا ہے۔ اگر ہم آئرلینڈ والوں کو دیکھیں جو انگلینڈ کے ہمسایہ ہیں ایک چھوٹی سی قوم ہے اور جس کی زبان اور قومی عادات و رسوم انگریزوں سے جُداگانہ ہیں۔ انگریز سات سو سال تک اس قوم کو

اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتے رہے مگر اس قوم نے اپنی قومی خصوصیات نہ چھوڑیں اور اب اسی بنا پر یہ چھوٹی سی آئرش قوم، انگریزوں جیسی قوم کا مقابلہ کرکے آزاد ہو گئی ہے۔ اسی طرح فرانس کے شمال میں برٹیونی قوم نے فرانسیسیوں کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ اپنی خودمختاری کی حفاظت کر رہی ہے۔ اسی طرح فرانس کے جنوب میں باشکنس نامی ایک قوم پائی جاتی ہے جو زمانۂ قدیم سے لے کر اب تک کسی قوم میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں ہوئی۔ اگرچہ اس کی تعداد دس لاکھ ہے اور وہ قوطیوں، عربوں، ہسپانیوں اور فرانسیسیوں کی ماتحتی کے باوجود کسی قوم میں جذب نہیں ہوئی۔ یہ لوگ آج تک اپنی خاص بولتے ہیں اور اپنے خاص رسوم وعادات پر قائم ہیں

بلجیم میں ایک چھوٹی سی قوم فلمنک کے نام سے موسوم ہے جس کی زبان فرانسیسی نہیں ہے، حالانکہ بلجیم کی زبان فرانسیسی ہی اس قوم نے فرنچ کو اپنے سکولوں میں قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بلجیم گورنمنٹ کو فلمنک زبان کو سرکاری طور پر قبول کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

سوئٹزرلینڈ میں تین قومیں فرانسیسی، جرمن اور اٹالین آباد ہیں۔ جرمنوں کی مردم شماری اٹھائیس لاکھ ہے، فرانسیسیوں

کی آٹھ لاکھ اور اطالویوں کی دو لاکھ سے کچھ زیادہ۔ باوجودیکہ یہ تینوں قومیں ایک ہی گورنمنٹ کی رعایا ہیں اور ان سب کی مصلحت ایک ہی ہے تاہم ان میں سے ہر ایک اپنی زبان پر قائم ہے اور اپنی قومی خصوصیات کی حفاظت کر رہی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ ڈنمارک سکنڈے نیویا اور ہالینڈ، جرمنی درخت کی شاخیں ہیں لیکن وہ ایک دفعہ اپنی قومیت سے جدا ہو کر اب جرمنی میں مل جانے کو قبول نہیں کرتے۔

چیکوسلوکیا والے کئی صدیوں تک جرمنوں کے ماتحت رہے لیکن چیک ہی رہے، جرمن نہ ہوتے۔ چنانچہ یہ لوگ، پورے پانچ سال سے اپنی قومیت اور زبان کی حفاظت کرنے کے بعد اب جنگِ عظیم کے نتیجہ میں خود مختار ہو چکے ہیں۔

جرمنوں نے مجریوں کو تعلیم دی ہے، ترقی دی ہے، لیکن انہیں اپنے آپ میں شامل نہ کر سکے۔

روسی لوگ دو سو سال تک کوشش کرتے رہے کہ پولینڈ والوں کو اپنے آپ میں شامل کر لیں اور ان کی زبان کو مٹا دیں، باوجودیکہ ان دونوں قوموں کی اصل ایک ہے، لیکن روسیوں کی تمام کوششیں بے کار ثابت ہوئیں۔ اب جنگِ عظیم (۱۹۱۴ء) کے بعد پولینڈ نے

Marfat.com

اپنی سیاسی خود مختاری بھی حاصل کرلی ہے اس لئے کہ قومیت کے لحاظ سے اس نے روسیوں کی غلامی کو قبول نہ کیا تھا۔

اگر ایک طرف پولینڈ والوں کو جن کی مردم شماری تین کروڑ ہے خود مختاری حاصل ہوجاتی ہے تو دوسری طرف استونیوں کو بھی جن کی مردم شماری بیس لاکھ ہے، آزادی نصیب ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے ہمیشہ اپنے قومی امتیازات کو زندہ اور قائم رکھا۔ اب یہ لوگ روس سے الگ ہوکر خود مختار ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنی زبان کو زندہ کیا ہے اور اس کے لئے حروفِ ابجد بھی ایجاد کئے ہیں۔ یہی حال فنلینڈ والوں کا ہے۔

روس نے اپنی کوششیں لتوآنیوں کو جذب کرنے میں صرف کردیں مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ چونکہ ان کے قومی امتیازات زندہ تھے اس واسطے اب جنگِ عظیم کے بعد یہ قوم آزاد اور خود مختار ہوگئی اور روس کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہا۔ حالانکہ اس قوم کی مردم شماری صرف بیس لاکھ ہے، تاہم یہ لوگ بھی روس کے پنجے سے آزاد ہوکر اپنی مستقل قومی جمہوریت کے تابع ہیں۔ ان مثالوں سے صاف ثابت ہوگیا کہ قومی آزادی صرف انہی قوموں کو حاصل ہوئی اور حاصل ہوتی رہیگی جو اپنی تمام قومی خصوصیات (لباس، زبان،

Marfat.com

طعام، عقائد، رسوم) پر بہر حال قائم رہیں۔ یورپین اقوام کی آزادی کا یہی راز ہے۔ روس سے زیادہ زبردست حکومت اور کونسی ہوگی؟ مگر وہ بھی کئی چھوٹی چھوٹی قوموں کو اپنے آپ میں شامل کرنے میں ناکام رہی۔ اسی طرح جرمن بھی ناکام رہے اور اس ناکامی کی وجہ یہی کہ یورپ میں کوئی بھی زندہ قوم ایسی نہیں ہے (خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو) جو اپنی اپنی جداگانہ قومیت کو چھوڑنے پر راضی ہو جائے جن قوموں نے اپنی قومیت کی حفاظت کی، آخر کار ان کی یہی محفوظ قومیت ان کی آزادی کا سنگ بنیاد بن جاتی ہے، اس کی تازہ ترین مثال کروانی ہیں جو دو بڑی قوموں کے درمیان رہتے ہیں اور اپنی قومیت کی حفاظت کر رہے ہیں، اسی طرح ترکوں نے کئی صدیوں تک سربیا پر حکومت کی ہے مگر اُن کی قومیت اور جداگانہ ہستی پر غالب نہیں آسکے۔ البانی لوگ عرصہ دراز سے یونانیوں اور سلاویوں کے درمیان رہتے ہیں مگر وہ ابھی تک پورے کے پورے البانی ہیں۔ اسی طرح بلغاری لوگ روم، سلاویکیا اور لاطین کی تین قوموں کے درمیان رہتے ہیں، ترکوں کے ماتحت بھی رہے ہے اور ان کی زبان بھی سیکھی لیکن انہوں نے اپنی قومی تہذیب اور قومی خصائص کو نہیں مٹنے دیا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ سب قومیں یکے بعد دیگرے آزاد ہو چکی ہیں۔

Marfat.com

میں نے اس وقت جس قدر بھی مثالیں دی ہیں وہ یورپ کے اندر سے تلاش کر کے دی ہیں۔ میں نے یورپ کے باہر اس لئے نکلنا نہیں چاہا تاکہ ہمارے روشن خیال، مغرب زدہ اور الحاد پسند لوگ یہ نہ کہیں کہ ہم گری ہوئی قوموں کی مثال کی پیروی کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن اب وہ یہ اعتراض نہیں کر سکتے، کیونکہ یورپ کی مثالیں اُن لوگوں کی مثالیں ہیں جو تعلیم یافتہ ہیں، متمدّن ہیں، خوبصورت شہروں میں آباد ہیں اور یونیورسٹیوں، لائبریریوں تعلیمی سوسائٹیوں فوجوں اور جنگوں کے مالک ہیں۔

اہلِ جاپان کی مثال

اب یورپ سے نکل کر جاپان کا رُخ کرتا ہوں، کیونکہ جاپانیوں کی ترقی، فرنگیوں کی ترقی سے کسی طرح کم نہیں ہے اور اس ترقی کے باوجود انہوں نے فرنگیوں ہی کی طرح اپنی قومیت، زبان، رسم و رواج، دین اور عادات کی بھی پوری پوری حفاظت کی ہے۔ جاپان کی صورتِ حال کو سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل مقالہ ملاحظہ فرمائیے جو ایک یورپین نامہ نگار نے جاپان سے بھیجا ہے اور جینوا کے اخبار (جرنل دو جینو) کی ۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں شائع

ہوا ہے، نامہ نگار لکھتا ہے:۔

"جاپانیوں کو فنونِ جمیلہ کی طرف بہت رجحان ہے اور اگر آپ جاپانیوں کو دولت کمانے میں مصروف دیکھتے ہیں تو وہ اس دولت کو محض اپنی اُن خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کماتے ہیں جن کا تعلق حسن وجمال کی قدردانی سے وابستہ ہے، فنونِ جمیلہ کی محبت کے علاوہ اہلِ جاپان کے دل میں قومی محبت کا نہایت ہی گہرا نقش موجود ہے۔ انہیں ناز ہے کہ انہوں نے صرف چند ہی سال کے اندر اندر کئی پراگندہ حکومتوں کے بجائے ایک نہایت منظم حکومت قائم کر دی ہے۔ جاپان کے اس سیاسی انقلاب میں مذہب کا برابر اثر موجود ہے۔"

قارئین کرام آخری الفاظ پر غور فرمائیں کہ "جاپان کے سیاسی انقلاب میں مذہب کا اثر موجود ہے"۔ حالانکہ اہلِ جاپان کا مذہب حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہے، بجز اس کے کہ باپ دادوں کے چھوڑے ہوئے رسوم اور عادات کی پیروی کی جائے۔ اس کے باوجود آجکل کے جاپانی جو نئی تہذیب کے تمام سازوسامان سے آراستہ ہیں، نہ تو اپنے ماضی کو بھولتے ہیں اور نہ اپنی قومیت کو ترک کر کے اہلِ مغرب کی آواز کو سنتے ہیں۔ وہ مغربیوں سے صرف وہی چیزیں لیتے ہیں جن کی امداد سے وہ اہلِ مغرب سے جنگ کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوسکیں اور

Marfat.com

اس میں کچھ شک نہیں کہ مشرق کی تاریخ میں یہ واحد مثال ہے۔

اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے:۔

"پرانے زمانے میں جاپانیوں کو دور دراز ملکوں میں سیر و سیاحت کرنے سے سخت نفرت تھی اور وہ اپنے ملک میں اجنبیوں کو داخل نہیں ہونے دیتے، لیکن اس نئی ترقی کے بعد یہ سب باتیں زائل ہو گئی ہیں۔ انہوں نے حیرت انگیز طریقہ سے گذشتہ زمانہ کی کوتاہی کی تلافی کر دی ہے اور ان کی اسی جد و جہد کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کے باوجود جاپانی لوگ گذشتہ زمانہ کو اب تک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اس پر ناز کرتے ہیں اور وہ مغربی تہذیب کی محض انہی باتوں کو لیتے ہیں جن کے بغیر گذارہ نہ ہو سکے، لیکن جن چیزوں کے بغیر گذر ہو سکے، وہ کبھی ان کا خیال تک بھی نہیں کرتے۔ ہر جاپانی اس خیال میں ہمیشہ خوش رہتا ہے کہ وہ اپنی رسوم و تہذیب میں دوسروں سے بالاتر ہے"

"اب تک جاپانیوں کے ہاں شنتو اور زن کے بت خانہ کے ساتھ بدھوں کے بت بھی موجود ہیں اور وہ سب کے سب بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور آج بھی پرانے زمانے ہی کی طرح ان کی خدمت کی جاتی ہے اور ان پر اسی طرح ایمان اور عقیدہ رکھا جاتا ہے جس طرح صدیوں پہلے رکھا جاتا تھا۔ میری رائے یہ ہے کہ اگر

Marfat.com

جاپانیوں کو بالشوزم اور دیگر نقصان رساں خیالات سے کسی چیز نے محفوظ رکھا تو وہ صرف یہ ہے کہ وہ اپنے رسم ورواج اور معبودوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں"۔

چند سال ہوئے کہ لاما زلیر نے فرانسیسی زبان میں جاپان کے متعلق ایک ایسی کتاب لکھی ہے جس کی تعریف میں یہاں کے تمام بڑے بڑے اخبارات رطب اللسان ہیں، اس عالمانہ کتاب کے چند جملے ملاحظہ ہوں:۔

"جب جاپانیوں نے ترقی کرنی چاہی تو انہوں نے یورپ و امریکہ سے وہ باتیں لیں جو ان کے اقتصادی، مالی، سیاسی، تہذیبی اور فوجی وغیرہ شعبوں کے لئے لازم تھیں۔ اصلاح کرنے والوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ کچھ اصلاح کرتے، کچھ اقتباس کرتے اور کچھ ترک کر دیتے۔ ان کی یہ اصلاح تمام شعبوں میں ظاہر ہو گئی"۔

مصنف مذکور جاپانیوں اور چینیوں کی لڑائی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"جاپانیوں کے چین پر غالب آجانے سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا کہ جاپانیوں نے جو کچھ مغربی علوم و فنون سے لیا، وہ بہت اعلیٰ تھا بلکہ اس کے ساتھ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ایک مشرقی قوم نے اپنے عزم و ہمت کے ساتھ جو باتیں تہذیب مغرب سے اخذ کیں،

Marfat.com

اگرچہ وہ ان کی ترقی کے لئے تریاق کا حکم رکھتی تھیں تاہم ان باتوں کی وجہ سے اُس نے اپنی آزادی، قومیت، رسم ورواج اور تہذیب وغیرہ کو کچھ بھی ضائع نہ کیا"۔

میں نے شاہِ جاپان کی تاجپوشی پر ایک مضمون لکھا تھا اور اس میں مختصراً بتایا تھا کہ اہلِ جاپان کیونکر ایک مہینے تک خوشیاں مناتے رہے اور یہ کہ ان کے جلوس سب کے سب مذہبی تھے اور یہ کہ وہ میکاڈو کو سب سے بڑا مذہبی پیشوا سمجھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ دیوتاؤں کا بیٹا ہے۔ وہ دو ہزار سال کے مقدس غسل خانے میں نہاتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے کیونکر دیوتاؤں کے ساتھ چاول کھائے جنہیں گورنمنٹ نے پنڈتوں کے زیر نگرانی بویا تھا اور یہ کہ ان کے جلوسوں میں چھ لاکھ جاپانی شامل تھے اور وہ سب کے سب میکاڈو کے دس ہزار سال تک زندہ رہنے کا نعرہ لگاتے تھے۔

اگر قدیم تہذیب اور مذہبی عقائد پر قائم رہنا کسی قوم کو ترقی سے روکتا ہے، تو سوال پیدا ہو گا کہ جاپان ان دونوں چیزوں کے باوجود کیونکر منزلِ ترقی پر پہنچ گیا؟

کیا مذہب تعصّب کا نشان ہے؟

ایک اور چیز بھی قابلِ غور ہے، میں پوچھتا ہوں اگر پابندیٔ مذہب

کے باعث مسلمانوں کو متعصب اور تنگ خیال کہا جاتا ہے تو جاپانیوں کو کیوں متعصب نہیں کہا جاتا جب کہ وہ حیرت انگیز ترقی کرنے کے بعد بھی ایسے رسوم اور عقائد کی پابندی کر رہے ہیں جو دو ہزار سال پہلے سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنے بادشاہوں کو دیوتا اور معبود خیال کرتے ہیں؟

پھر یہ بھی دیکھیے کہ شاہِ انگلینڈ اور شاہنشاہِ ہندوستان کو جو چالیس کروڑ سفید، گندمی، سُرخ اور سیاہ رنگ کے انسانوں پر حکومت کرتے ہیں اور گرجا کے امام اکبر سمجھے جاتے ہیں، کیوں متعصّب نہیں کہا جاتا؟ اور ان کی قوم کو کیوں غیر مہذب نہیں کہا جاتا، جبکہ پارلیمنٹ کئی دفعہ بحث کرنے کے باوجود اب تک یہ فیصلہ بھی نہیں کرسکی کہ روٹی اور شراب پادری کی دعائیں پڑھ دینے سے سچ مچ مسیح کا گوشت اور خون بن جاتے ہیں یا نہیں؟

پھر ہم یوربین اقوام کو جنہیں اپنی عیسائیت پر ناز ہے اور جو آپس میں سخت دشمنی کے باوجود عیسائیت کی خدمت اور اشاعت میں ہر وقت مستعد رہتی ہیں، کیوں متعصب نہیں کہتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ جس مذہب کے قائل ہیں وہ ۱۹۰۰ سو برس پہلے کا ہے اور صلاح پسندوں کے نزدیک یہ زمانہ بہت کافی پرانا ہے؟

Marfat.com

اور اگر ہم یہودیوں کی تمام خوبیوں سے انکار بھی کر دیں تو ان کی عقلمندی اور جدوجہد سے انکار نہیں کر سکتے، تاہم یہ لوگ بھی آج سے کئی ہزار سال پہلے کی توریت پر فخر کر رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ آج کل تو ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ بہت سے یہودی نوجوان اپنی عبرانی زبان کو جس کی کوئی بھی تاریخ موجود نہیں ہے، زندہ کرنے کی کوشش میں رات دن لگے ہوئے ہیں۔ پھر انہیں متعصب کیوں نہیں کہا جاتا ؟

مشہور یہودی لیڈر وایزمن نے فرانسیسی روزنامہ " ماتن " سے انٹرویو کرتے ہوئے بڑے نازو انداز سے یہ بیان دیا ہے کہ "آج کل کا فلسطین سب نبیوں کی زبانوں میں باتیں کر رہا ہے"۔ آج کل کے فلسطین" سے ان کا مطلب "یہودیوں کا فلسطین" ہے جس میں یہودیوں نے اپنی زبان عبرانی کو عام کر کے اپنے بچوں کی تعلیمی زبان بنا دیا ہے کیا مسلمان سُن رہے ہیں کہ دنیا میں یہ کیا ہو رہا ہے ؟ کیا مسلمان دیکھ رہے ہیں کہ مہذب دنیا کا کیا حال ہے ؟ ہاں ! یہ انہی لوگوں کا حال ہے جو دنیا میں علوم جدیدہ اور نئی تہذیب کے قبول کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ وما یذکر الا اولوا الالباب

ایسی مثالیں بہت ہیں اور ان کا اس چھوٹی سی کتاب میں جمع

Marfat.com

کرنا ناممکن ہے تاہم یہ مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کے سوا دنیا کی تمام قومیں اپنی قومیت، دین، رسم ورواج، عادات واخلاق اور تمام قدیم موروثہ باتوں کی حفاظت کے درپے ہیں۔

لیکن مسلمانوں کا حال دیکھ کر سخت تعجب ہوتا ہے۔ انہیں جب کبھی کوئی مخلص مسلمان قرآن کی طرف بلاتا ہے یا اسلامی عقائد، رسم ورواج اور مشرقی زندگی پر قائم رہنے کے لئے کہتا ہے تو نئی روشنی کے مسلمان ان کے خلاف آوازیں اٹھاتے ہیں اور متعصب قرار دے کر یہ ارشاد فرمانے لگتے ہیں "تم کس طرح ترقی کر سکتے ہو، جبکہ اس نئے زمانے میں پرانے زمانے کی باتوں پر عمل کرنے کے درپے ہو؟"

ہمیں ایسے لوگوں کی عقل پر رونا آتا ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کی بہت سی قوموں نے ترقی کی ہے، وہ آگے بڑھ گئی ہیں، وہ آسمان پر اڑی جا رہی ہیں اور انہی ترقی یافتہ قوموں میں سے عیسائی آج تک انجیل اور گرجا پر، یہودی اپنی توریت اور تلمود پر اور جاپانی اپنے بت اور مقدس چاول پر قائم ہیں، لیکن یہ مغرب زدہ مسلمان جو غلام اور پس ماندہ ہیں، یہی کہے چلے جا رہے ہیں کہ ہم کبھی ترقی نہیں کر سکتے، جب تک ہم اپنے قرآن، اپنے عقیدہ قومی رسم ورواج، کھانے پینے، کپڑے، فرش وغیرہ کو نہ چھوڑ دیں

Marfat.com

اور اپنی قومی تاریخ سے علیحدہ نہ ہو جائیں۔ یہ عقلمندی ہے یا پاگل پن ہے؟

تنگ خیال قدامت پسندوں نے اسلام کو کیا نقصان پہنچایا؟

اب ہم قدامت پسندوں کے معاملہ پر بحث کریں گے۔ ہمارے تنگ خیال لوگوں نے اسلام کو جو نقصانات پہنچائے، وہ ملحدوں کے نقصانات سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں بدنیتی سے نہیں بلکہ جہالت سے کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تنگ خیال قدامت پسندوں نے اسلام کے دشمنوں کا راستہ صاف کر دیا ہے اور انہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اسلام پر یہ الزام لگائیں کہ اسلامی تعلیم ترقی کے منافی ہے۔ پھر اسی تنگ خیال جماعت نے مسلمانوں کو دنیا سے الگ کر کے اسلام کو محض آخرت کا دین بنا دیا ہے۔ حالانکہ اس دنیا میں اگر کوئی مذہب دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کا مذہب کہلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ اسلام نے نہ ہندوؤں اور جینیوں کی طرح انسان کے تمام اعمال کو آخرت کے لئے بتایا ہے، نہ عیسائیت اور انجیل کی طرح انسان کو اس دنیا کے مال و دولت سے اور بزرگی سے نفرت کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ مادہ پرستوں کی طرح انسانی کوششوں کا منتہا صرف اس دنیا کو قرار دیا ہے۔ بلکہ

Marfat.com

انہی قدامت پسندوں نے سائنس، کیمیا اور فلسفۂ جدید وغیرہ کے خلاف اس لئے لڑائیاں کیں کہ یہ کافروں کے علوم ہیں اور اپنی اس جہالت کی وجہ سے مسلمانوں کو ان علوم کے فیضان سے محروم کر کے ان کے بازوؤں کو کاٹ کر رکھ دیا۔ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ زمین اپنے خزانوں کو انہی کے سپرد کرتی ہے جو سائنس کی امداد سے ان کی تلاش کریں اور اگر ہم ہر وقت صرف آخرت ہی کی باتیں کرتے رہیں تو زمین ہمیں یہ ضرور کہے گی جب تم آخرت ہی کو تلاش کرتے رہتے ہو تو آخرت کو جاؤ، میرے پاس تمہارے لئے کوئی چیز نہیں ہے، یہ علوم جدیدہ سے الگ رہنے ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو دیگر اقوام کا شکار بنا دیا ہے، ہم گر رہے ہیں اور وہ ترقی کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ نہ صرف انہوں نے ہماری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے بلکہ وہ اپنے علوم کے ذریعے ہم کو ہمارے دین سے بھی متنفر کرنے کی طاقت کے مالک ہو گئے ہیں۔ حالانکہ خدا کی شریعت نہیں چاہتی کہ ایسا ہوتا۔ خدا کا حکم تو یہ تھا:۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ (ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار کئے کہ ان کو زمین پر خلافت عطا فرمائیگا) اسی کے ساتھ دوسری

Marfat.com

آیت یہ ہے:۔ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق (اور دیکھو یہ اسی پروردگار کی کارفرمائی ہے کہ اس نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں تاکہ جس طرح چاہو ان سے کام لو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ط قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ط (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو" خدا کی زینتیں جو اس نے اپنے بندوں کے برتنے کے لئے پیدا کی ہیں اور کھانے پینے کی اچھی چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟" تم کہو" یہ (نعمتیں) تو اسی لئے ہیں کہ ایمان والوں کے کام آئیں۔ دنیا کی زندگی میں (زندگی کی مکروہات کے ساتھ اور قیامت کے دن (ہر طرح کی مکروہات سے) خالص!"۔ پھر اسی کے ساتھ یہ بھی حکم ہے:۔ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا۔ یعنی تم دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش مت کرو۔ خدا نے مسلمانوں کو جو دعا سکھائی وہ یہ ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً یعنی اے خدا ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے قدامت پسند مسلمان بھائی اس امر سے بالکل بے خبر ہیں کہ ان کا صرف آخرت طلبی کا رویہ اسلام کو گرانے اور مسلمانوں کو دیگر اقوام میں ذلیل

Marfat.com

وخوار کرنے کا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے۔

عمل و محنت کے متعلق قرآن حکیم کی تعلیم

ہمارے قدامت پسندوں نے مسلمانوں کو علوم جدیدہ سے دور رکھنے کی جو مہم شروع کی ہے، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ملتِ اسلامیہ مفلس و قلاّش ہو رہی ہے اور ایسے دشمنوں کی محتاج ہو چکی ہے جو نہ اس کی وفاداری کے قدردان ہیں اور نہ سچائی سے آشنا ہیں۔ سب سے زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ جب یہ قدامت پسند بزرگ مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو دیکھتے ہیں تو انہیں یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ خدا کی یہی مرضی تھی اور تمہاری تقدیر میں روزِ ازل ہی سے تنگدستی اور تکلیف لکھی جا چکی ہے۔ اس قسم کے خیالات کو ہوا دینے کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ہر جگہ درویشوں اور گداگروں کا مخصوص فرقہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو اسلام کے جسم میں ایک عضو معطل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے انہی بیکار اور نکمے لوگوں کو دیکھ کر فرنگیوں کو یہ کہنے کی جرأت ہوتی کہ "اسلام مسلمانوں کو عمل و محنت کا حکم نہیں دیتا اور مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کام کرے یا نہ کرے، ہونے والی بات ہو کر ہی رہتی ہے"۔ حالاں کہ

Marfat.com

قرآن مجید کے اوراق عمل وسعی اور جہاد ومحنت کے احکام سے لبریز ہیں اور ایسی بے شمار آیتیں موجود ہیں جو فرنگیوں کے اس خیال کی تردید کرتی ہیں اور جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ ثواب وعذاب اور کامیابی اور ناکامی خود انسان کے عمل وکوشش پر منحصر ہے آیات ذیل ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ۔
اور (اے پیغمبر) تم کہو "عمل کئے جاؤ۔ اب اللہ دیکھے گا کہ تمہارے عمل کیسے ہوتے ہیں اور اس کا رسول بھی دیکھے گا"

۲۔ وَاِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ج اور اگر یہ (اسقدر سمجھانے پر بھی) تجھے جھٹلائیں، تو کہہ دے "میرے لئے میرا عمل ہے تمہارے لئے تمہارا۔

۳۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ ٥ مسلمانو! خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

۴۔ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ یعنی خدا تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال میں ہرگز کمی نہ کرے گا۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ

Marfat.com

شَيْئًا ط اگر تم خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو خدا تمہارے اعمال میں سے ذرہ بھی کم نہ کرے گا۔

۵۔ نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ (ہمارا ٹھہرایا ہوا قانون یہ ہے کہ) ان کی کوشش و عمل کے نتائج یہاں پورے پورے دیدیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ دنیا میں اسکے ساتھ کمی کیجائے

۶۔ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ خدا ان کے کاموں کا پورا پورا اجر دے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ دوسری جگہ فرمایا اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ۔ بلاشبہ میں کبھی کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا۔

۷۔ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِيْنَ ۝ کام کرنے والوں کے لئے اچھا بدلہ ہے

۸۔ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ ۝ ایسی کامیابی کے لئے کام کرنے والوں کو کام کرنا چاہئے۔ دوسری جگہ فرمایا اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ط اچھی بات خدا تک پہنچتی ہے اور اچھا کام اس کو بلند کرتا ہے۔

۹۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ج وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ جس کسی نے اچھا کام کیا خواہ مرد ہو، خواہ عورت

Marfat.com

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو (یاد رکھو) ہم ضرور اسے اجر دیں گے۔ انہوں نے جیسے جیسے اچھے کام کئے ہیں، اسی کے مطابق ہمارا اجر بھی ہوگا۔

۱۰۔ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ ہر ایک انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائیگا اور خدا لوگوں کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

۱۱۔ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا۔ جیسے کچھ ان کے اعمال تھے، ویسے ہی بُرے نتیجے بھی ملے۔ دوسری جگہ فرمایا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ غرضکہ جو کچھ انہوں نے (دنیا میں) کیا تھا، سب اپنے سامنے موجود پائیں گے۔

۱۲۔ مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انہیں اپنے اعمال کے نتیجہ میں دوگنا نیک بدلہ ملے گا۔

۱۳۔ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ج وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ ہر ایک کو اپنے کام کے لحاظ سے درجہ ملے گا اور ان کے اعمال کا بدلہ پورا ہوگا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

۱۴۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط وَمَنْ يَّعْمَلْ

Marfat.com

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٥ جو مسلمان ایک ذرہ کے برابر نیک کام کریگا اسے نیک بدلہ ملے گا اور جو ایک ذرّہ کے برابر بُرا کام کرے گا اُسے اُس کا بُرا بدلہ ملے گا۔

۱۵۔ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ وہ وقت دُور نہیں کہ اپنے کیے کا بدلہ پالیں گے۔

ان آیتوں کے علاوہ اور اس قدر آیتیں موجود ہیں کہ اس مختصر رسالہ میں احاطہ ناممکن ہے اس کے علاوہ بعض آیتیں ایسی بھی موجود ہیں جو ہماری موجودہ حالت کا پورا نقشہ کھینچتی ہیں مثلاً وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ. تم پر جو بھی مصیبتیں نازل ہوتی ہیں وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ دوسری جگہ ہے اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا لا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ۔ جب تم پر مصیبت پڑی اور یہ مصیبت ایسی تھی کہ اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں دشمنوں پر پڑ چکی ہے۔ تو تم بول اُٹھے "یہ مصیبت ہم پر کہاں سے آپڑی" اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہہ دو (ہاں مصیبت تو ضرور آپڑی مگر) خود تمہارے ہی ہاتھوں آئی۔ (اگر تم کمزوری نہ دکھاتے اور احکامِ حق کی اطاعت کرتے تو کبھی یہ مصیبت پیش نہ آتی)

Marfat.com

قرآن پاک کی یہ آیت صحابہ کرامؓ کے حق میں نازل ہوئی تھی جو ایمان، اخلاص اور تقویٰ میں تمام مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر تھے آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں تیر اندازوں کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک گھاٹی پر کھڑے رہو اور مجاہدین کی حفاظت کی۔ رسول اللہ صلعم نے انہیں پوری تاکید کی کہ وہ شکست یا فتح، کسی بھی حالت میں اپنی جگہ کو نہ چھوڑیں، لیکن جب مشرکوں کو شکست ہوتی نظر آئی تو انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ گئے، اس پر مشرکین نے از سرِ نو حملہ کیا اور مسلمانوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا۔ اور رسول کریمؐ کا سر مبارک زخمی ہو گیا، اس پر اوپر کی آیت نازل ہوئی۔

قرآن پاک کی ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ دین اسلام صرف عمل و محنت کا دین ہے، نہ کہ قضا و تقدیر اور کاہلی کا۔ حقیقت یہ ہے کہ نہ تو گداگروں اور بیکاروں کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ خواہ ہم کام کریں یا نہ کریں، خدا ہمیں ضرور رزق دے گا اور نہ دشمنانِ اسلام کا یہ الزام درست ہے کہ اسلام اپنے پیروؤں کو بے جا توکّل اور تنگ خیالی کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمانوں کی موجودہ

Marfat.com

مصیبتوں کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ احکام اسلام سے غافل اور صحیح اسلامی رُوح سے نا آشنا ہیں۔ ورنہ اگر یہ باتیں جو اسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، صحیح ہوتیں تو دین اسلام کے سب سے زیادہ سمجھنے اور عمل کرنے والے مسلمان یعنی صحابہ کرامؓ کیونکر پچاس سال کے اندر اندر نصف دنیا کو فتح کر لیتے ؟

قرآنی توکّل کا مفہوم

توکل کے مفہوم و معانی کے متعلق عام غلط فہمی پائی جاتی ہے اور عام مسلمان اسے بیکاری اور کاسۂ گدائی کے مترادف سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ قرآن مجید نے اسے عمل و سعی اور جدوجہد کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ مطلب تو صرف یہ تھا کہ جدوجہد کے ساتھ ساتھ خدا پر بھی بھروسہ ہو تو دنیا و آخرت میں اس سے بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا لیکن اگر صرف اپنے نفس ہی پر بھروسہ کر لیا گیا تو اس کا صرف یہ نتیجہ ہوگا کہ انسان کامرانی پر مغرور اور ناکامی میں بُزدل ہو جائیگا پس اسلام میں جس توکل کا ذکر ہے وہ تو عقل اور فکر کے ساتھ کام کرنے کے بعد، خدا پر بھروسہ کرنا اور اس سے مدد مانگنا ہے تاکہ انسان کو یہ معلوم رہے کہ وہ اپنا فرض ادا کر رہا ہے۔ کام کو سرانجام کرنا

Marfat.com

اُس کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا ہم توکل نہ کیا کریں؟ فرمایا "نہیں بلکہ تم میں سے جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اس سے وہی کام لیا جائے گا۔

تعجب ہے کہ وہ فرنگی لوگ جو ہمیشہ اسلام کی طرف بے جا عقائد منسوب کرتے رہتے ہیں، کبھی بھی تکلیف کر کے انجیل کا مطالعہ نہیں کرتے اور توکل کے متعلق اس کے وہ احکام نہیں دیکھتے جو قرآن کریم کے احکام کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ ہیں۔ چنانچہ انجیل میں ہے "تمہارے آسمانی باپ کے حکم کے بغیر تمہارا ایک بال تک نہیں گر سکتا"۔ اسی طرح کے اور بھی بے شمار احکام ہیں جن کا ذکر طوالت کا باعث ہوگا لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ انجیل کے ان احکام کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ کام کرنے کے دلدادہ فرنگی جو قضا و قدر ہی کے قائل نہیں ہیں، بہت ذوق وشوق سے انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں اور وہ اسے عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور قضا و قدر کی آیتوں پر کبھی اعتراض نہیں کرتے۔

اس بحث سے میرا مقصد یہ ہے کہ اس قسم کی آیات کا خواہ قرآن میں ہوں یا انجیل میں، مطلب صرف اتنا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہونے

Marfat.com

والا ہے، خدا تعالیٰ قبل از وقوع اس کا علم رکھتا ہے۔ ان احکام کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان کام کاج چھوڑ دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے

اصل سوال کی طرف رجوع

ہم پھر تنگ خیال مسلمانوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دشمنان اسلام کے لئے اسلام پر حملہ کرنے کا راستہ کھول دیا ہے اور انہیں اسلام کے خلاف مسلح کر دیا ہے۔ چنانچہ اسلام کے دشمن انہی تنگ خیال اور متعصب مسلمانوں کے عقائد کو دیکھکر یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام نہ موجودہ تمدن کے ساتھ ساتھ چل سکتا ہے اور نہ ترقی کر سکتا ہے۔ حالانکہ اصل بات صرف یہ ہے کہ تنگ خیال ملاؤں کے ذاتی عقائد اس نئی تہذیب اور تمدن کے ساتھ مانوف نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ خود ترقی کے راستے میں کھڑے ہو جاتے ہیں مگر اسلام ان کی اس ذہنیت اور خانہ ساز عقائد سے بالاتر ہی اور ہماری ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا۔

تقلید آباء اور قدامت پسندی کے متعلق قرآنی تعلیم

غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ اسلام کا اصل منشاء یہ تھا کہ

Marfat.com

تمام پرانی اور بے فائدہ باتوں کو منسوخ کر کے مفید احکام جاری کیے جائیں اور حق بات بھی یہ ہے کہ وہ مذہب جس میں حضرت ابراہیمؑ جیسا اسوۂ حیات موجود ہو، اس کی طرف تعصب اور تنگ خیالی کو منسوب کرنا ظلم ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس مثال کا ذکر یوں آتا ہے

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ	جب اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا تھا یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پوجا پر تم جم کر بیٹھ گئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا تھا "ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا انہی کی پوجا کرتے تھے۔" ابراہیمؑ نے کہا "یقین کرو تم خود بھی اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے"

دوسری جگہ اسی طرح مذکور ہے :-

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ	انہوں نے کہا "ہم بت پرستی کرتے ہیں اور ان کی پوجا پر قائم ہیں" ابراہیمؑ نے جواب دیا "جب تم اُن سے دعا مانگتے ہو تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہیں؟ یا تمہیں نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں؟" انہوں نے کہا "نہیں بلکہ ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے ہوتے دیکھا ہے۔" ابراہیمؑ نے کہا "خدا تعالیٰ کے سوا جن بتوں کی تم اور تمہارے

Marfat.com

اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ عَدُوٌّ لِّىۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ	باپ دادا عبادت کرتے ہیں، وہ میرے دشمن ہیں"!

پھر ارشاد ہوتا ہے :۔

اِنَّا وَجَدۡنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمۡ مُّقۡتَدُوۡنَ ۝ قٰلُوۡۤا اَوَلَوۡ جِئۡتُكُمۡ بِاَهۡدٰى مِمَّا وَجَدۡتُّمۡ عَلَيۡهِ اٰبَآءَكُمۡ ؕ	"ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی عقیدہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں"۔ اس نے کہا "کیا تم اسی طرح رہوگے، باوجودیکہ میں تمہیں تمہارے باپ دادوں سے کوئی بہتر عقیدہ بتادوں"!

ایک اور آیت بھی ملاحظہ فرمائیں :۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَيۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡـئًا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ۝	اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے اللہ نے جو ہدایت نازل کی ہے اسکی پیروی کرو، تو کہتے ہیں نہیں ہم تو اسی طریقے پر چلیں گے جس پر اپنے بڑے بوڑھوں کو چلتے دیکھ رہے ہیں۔ کوئی ان لوگوں سے پوچھے، اگر تمہارے بڑے بوڑھے عقل سے کورے اور ہدایت سے محروم رہے ہوں تو تم بھی عقل و ہدایت سے انکار کردوگے؟

اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ :۔

سَيَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰٮهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِىۡ كَانُوۡا عَلَيۡهَا ؕ قُل لِّلّٰهِ	جو لوگ عقل و بصیرت سے محروم ہیں وہ کہیں گے مسلمان جس قبلہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے، کیا بات ہوئی کہ ان کا رُخ اس سے پھر گیا؟ (اے پیغمبر) تم کہو، سمت مشرق ہو یا

Marfat.com

الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝	مغرب، سب اللہ ہی کے لئے ہے. (وہ کسی خاص مقام یا جہت ہیں محدود نہیں) وہ جس کو چاہتا ہے (کامیابی وسعادت) کی سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

ان آیتوں کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں موجود ہیں جو یہ تعلیم دیتی ہیں کہ کسی چیز پر عمل کرنے کے لئے صرف اس کا قدیم ہونا کوئی سند نہیں۔ انسان کو فوائد اور مقصد پر نظر رکھنی چاہیئے۔ نہ کہ قدامت اور تقلید پر۔

وہ لوگ جو اسلام کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں، ہر قسم کی مفید باتوں کو جو شریعت کے احکام کے خلاف نہ ہوں، بہت خوشی کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور جہاں تک میں دیکھتا ہوں، مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جو مفید بھی ہو اور اسلام کے خلاف بھی ہو۔ اسلام کا اصل منشار دنیا کی بہبودی اور لوگوں کی خیر و فلاح ہے۔ کیا آپ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ علمائے نجد جو تمام مسلمانوں کی نسبت فرنگیوں کے عقائد سے بہت دور ہیں اور اختراعاتِ جدیدہ کے مرکز سے بہت فاصلہ پر رہتے ہیں، جب ان سے سلطان ابن سعود نے وائرلیس، ٹیلیفون اور موٹر کے استعمال کے متعلق فتویٰ دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ کتاب و سنت میں کہیں ان کے استعمال کی

Marfat.com

ممانعت نہیں ہے۔ اسکے علاوہ چونکہ یہ چیزیں مفید بھی ہیں، اس لئے انہیں استعمال کرنا چاہیئے۔ اگر گورنمنٹ رعایا کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس قسم کی مفید چیزوں کو اپنے ملک میں رواج دے دے تو اس کا یہ اقدام ملک کے فلاح و بہبود کے لئے ہر لحاظ سے مفید ہوگا۔ خاص طور پر حاجیوں کے لئے، وہ کئی کئی راتوں اور دنوں کی تکلیفیں برداشت کرنے کی بجائے صرف چند گھنٹوں میں اپنا سفر طے کر لیں گے؟

یہاں یہ چیز بھی یاد رہے کہ صرف متعصب اور تنگ خیال مسلمانوں ہی نے نئی نئی ایجادات کے خلاف آواز نہیں اٹھائی بلکہ مسلمانوں سے پیشتر عیسائی بھی کسی زمانے میں ہر نئی ایجاد کے خلاف اس شدت سے آواز بلند کرتے تھے کہ ان کے ذکر سے آج بھی حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ چنانچہ جب گلیلو نے زمین کے گول ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام عیسائی دنیا نے اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیا اور آج بھی ایسے متعصب اور تنگ خیال عیسائیوں کی کمی نہیں ہے جو توریت و انجیل کے سوا تمام باتوں کو کفر سمجھتے ہیں۔ ابھی دو ہی سال کا واقعہ ہے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں ایک پروفیسر کو ملازمت سے محض اس لئے علیحدہ کر دیا گیا اور اس پر مقدمہ چلایا گیا کہ وہ ڈارون کے مسئلہ ارتقاء کا قائل تھا، لیکن عیسائیوں میں ان سب باتوں کے

باوجود علم وتحقیق کا راستہ بند نہیں ہوا۔ بہرحال کوئی صاحب غور مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ سائنس، ریاضی، فلکیات، طب کیمسٹری اور جیالوجی وغیرہ علوم جو ایک حد تک بنی نوع انسان کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں، اگر براہ راست نہیں تو بالواسطہ طور پر دینی علوم ہی کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ جب دنیا میں مسلمانوں کی عظیم الشان سلطنتیں قائم تھیں اور علم وفضل کے ساتھ ساتھ علمائے اسلام کی جماعتیں بھی موجود تھیں تو ان وقتوں میں الازہر، الاموی، الزیتونہ، القرویین، قرطبہ، بغداد اور سمرقند وغیرہ میں علوم شرعیہ کے علاوہ علوم طبعیہ کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا، بلکہ اس زمانے کے علماء علم حدیث کے علاوہ ریاضیات میں بھی مہارت رکھتے تھے

Marfat.com

اسلامی تہذیب اور مذہب سے بدگمانی

کیا اسلامی تہذیب مسلمانوں کے زوال کی علت ہے؟

بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اسلام نے اپنی کوئی خاص مدنیت اور تہذیب قائم نہیں کی۔ ایسے مدعیوں کی دو قسمیں ہیں، ایک اسلام کے دشمن اور دوسرے اسلام کے ملحد۔ ظاہر ہے کہ پہلی قسم کے لوگوں کی کوشش یہ ہے کہ مسلمانوں کو اہلِ فرنگ کے سانچے میں ڈھالا جائے۔ دوسری قسم کے لوگوں کا مدعا یہ ہے کہ اسلام میں الحاد کا بیج بویا جائے۔ اگرچہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ مذہب کا تہذیب پر بُرا اثر ہوتا ہے تاہم یہ اصول قابلِ تسلیم نہیں ہے کہ کسی مذہب کی سچائی کو قبول کرنے کے لئے اس کی تہذیب کو معیار مقرر کردیا جائے۔ چنانچہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں پر مذہب کا اثر بتدریج کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس سے ان کے اخلاق اور تہذیب میں کمی واقع ہوجاتی ہے اور ساری کی ساری قوم گر جاتی ہے۔ لیکن کسی قوم کے تنزل و انحطاط کا ذمہ دار مذہب نہیں ہوتا بلکہ اس کا اصل سبب

Marfat.com

اخلاقِ جلیلہ کا فقدان ہوتا ہے بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ خارجی اثرات کی وجہ سے مذہبی تہذیب کی بنیادیں کمزور ہو جاتی ہیں جس سے لازمی طور پر قوموں کی بربادی کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس معاملہ میں بھی مذہب کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ انہی حالات میں مسلمانوں کی بربادی اور تنزل کا ذمہ دار ان کا مذہب نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ اس کا سبب مذہب سے ناواقفیت اور احکام مذہب سے رُوگردانی اور بے پروائی ہے۔ چنانچہ اس کا ناقابلِ تردید ثبوت یہ ہے کہ جب تک مسلمان شریعت کے احکام پر عمل کرتے رہے وہ عزت، طاقت اور دولت کے مالک رہے مگر جونہی انہوں نے احکام شریعت سے غفلت کی، وہ تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔

ہمارا مطلب یہ نہیں کہ اسلام کی کوئی خاص تہذیب نہ تھی بلکہ اسلام کی خاص تہذیب ایک ایسا مسلّمہ امر ہے جو کسی ثبوت کا محتاج نہیں۔ چنانچہ ہم اہلِ مغرب کے پاس وہ جرمنی ہوں یا فرانسیسی، انگریز ہوں یا اطالوی، اسلام کی تہذیب و تمدن کے متعلق اس قدر تصانیف دیکھتے ہیں جو حساب و شمار میں بھی نہیں آسکتیں۔ پس اگر سنت اور شریعت کی بنیادوں پر اسلام کی کوئی خاص تہذیب نہ ہوتی تو علمائے یورپ جو ہمیشہ اسلام کی مخالفت کرتے چلے آتے، ہیں

تہذیب اسلام کے متعلق بڑی بڑی جلدیں نہ لکھتے، اس کی تاریخ پر بحث نہ کرتے، اس کی تہذیب کا دوسرے مذاہب کی تہذیب کے ساتھ مقابلہ نہ کرتے اور اس کے بعض خاص اصولوں کی طرف توجہ نہ کرتے لیکن موجودہ حالت یہ ہے کہ اسلامی تہذیب کے متعلق خود یورپ کے اہلِ قلم نے اس قدر لٹریچر شائع کیا ہے کہ اس پر کسی مزید اضافہ کا خیال تک نہیں ہو سکتا۔

اسلامی تہذیب کا جلوہ

اگر ہم چند قدم پیچھے ہٹ کر دیکھیں تو ہمیں وہ حیرت انگیز منظر دکھائی دے گا جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ چنانچہ منصور، رشید اور مامون کے زمانے میں بغداد کی آبادی ۲۰ لاکھ تھی اور یہ تہذیب و تمدن، دولت مندی اور خوشحالی کے لحاظ سے اس قدر مشہور تھا کہ اس سے قبل یا بعد کے زمانے میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اسی زمانے میں بصرہ کی آبادی پانچ لاکھ تھی اور اسی طرح دمشق، قاہرہ، حلب، سمرقند، اصفہان اور بہت سے اسلامی شہر تہذیب و تمدن کا مرکز سمجھے جاتے تھے۔ افریقہ کے بڑے بڑے شہروں مثلاً قیروان، فاس، تلمسان اور مراکش کی مثالیں

Marfat.com

آج کل کے یورپ میں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر شہر قرطبہ کا تصور کیجئے جسے "یورپ کی دلہن" کہنا بجا ہوگا۔ پندرہ لاکھ کی آبادی تھی۔ یہاں کی جامع مسجد کی وسعت کا اندازہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ اس کے اندرونی حصے میں پچاس ہزار اور صحن میں تیس ہزار لوگ آسانی سے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جامع مسجد کے علاوہ باقی مسجدوں کی تعداد سات سو تھی۔

جب میں زہرائے کے محل کو دیکھنے گیا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی، گویا میں نے محل نہیں دیکھا، بلکہ ایک مکمل شہر دیکھا۔ اس کی لمبائی ۹ سو میٹر اور چوڑائی ۸ سو میٹر تھی۔ اہلِ ہسپانیہ اس محل کو شہر زہرائے کے نام سے پکارتے ہیں۔ اسی سلسلے کے کھنڈرات کی کھدائی کرنے والے انجنیروں نے مجھ سے کہا کہ وہ امید کرتے ہیں کہ تمام کھدائی پچاس سال کے اندر ختم ہوگی۔

اگر ہم ان سب شہروں کو چھوڑ کر محض غرناطہ ہی کو لے لیں جو یورپ میں مسلمانوں کی سب سے چھوٹی سلطنت کا دارالخلافہ تھا تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ پندرھویں صدی عیسوی تک یورپ میں اتنا عظیم الشان اور بارونق شہر کوئی نہ تھا۔ جس زمانے میں ہسپانیوں نے اس شہر کو فتح کیا تھا، اس کی آبادی پچاس ہزار تھی۔ یہ وہ زمانہ

Marfat.com

تھا کہ تمام یورپ میں ایک بھی ایسا شہر نہ ملتا تھا جو غرناطہ کی نصف آبادی ہی کے برابر ہوتا۔ پھر الحمرآء کے عظیم الشان محل کی طرف توجہ کیجئے، اس کی تعریف میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ تمام روئے زمین پر اس کی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی۔

ہم نے مسلمانوں کی تہذیب اور مدنیت کا ایک مختصر سا خاکہ کھینچنے کی کوشش کی ہے اور اگر ہم تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر کریں تو کئی ضخیم جلدیں بھی کافی نہ ہوں گی۔ خود انگریز اہلِ قلم اس کے متعلق بے شمار تاریخیں لکھ چکے ہیں۔ البتہ یہ امر باعثِ فخر ہے کہ اسلام کے کسی سخت سے سخت دشمن اور متعصب مورخ نے بھی اسلام کی بے مثال تہذیب سے انکار کرنے کی جرآت نہیں کی۔

اسلامی تہذیب کے احسانات

ہاں وہ اتنا ضرور کہتے آئے ہیں کہ اسلام نے کوئی تہذیب ایجاد نہیں کی بلکہ پرانی تہذیب کو از سرِ نو زندہ کر دیا ہے اور مشرق کو مغرب سے ملا دیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ مسلمانوں نے صرف پرانے علوم ہی کا ترجمہ نہیں کیا، بلکہ وہ خود بہت سے علوم کے موجد ہیں اور بہت سی نئی چیزوں کی دریافت

Marfat.com

کا سہرا بھی انہیں کے سر ہے۔

پھر یہ بھی تو ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی تہذیب نہیں جو دوسری تہذیبوں کا خلاصہ نہ ہو اور اس کو درجہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کئی قوموں کی کوشش اور جد وجہد شامل نہ ہو اور اس کی ترقی کے لئے مختلف دماغوں اور عقلوں نے کام نہ کیا ہو۔

کیا اسلام کے حاسد یہ بھول جاتے ہیں کہ اسلام کے ظہور کے وقت مشرقی تہذیب گم ہو چکی تھی اور اسلام نے اسے نہ صرف از سرِ نو زندہ کیا بلکہ اسے موتیوں کی طرح سیپیوں سے نکالا، اُسے صاف کیا، اس پر اسلام کی مُہر ثبت کی اور اُسے قرآن شریف کے آداب سے مزّین کر کے مشرق و مغرب میں پھیلایا۔ چنانچہ یہی وہ باتیں ہیں جن کا بعض مخلص علمائے فرنگ کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اسلام کی تہذیب اور مدنیت کسی دوسری قوم سے مستعار نہیں لی گئی بلکہ یہ وہ تہذیب ہے جو قرآن کریم کے سرچشمہ سے نکلی اور توحید کے عقیدہ سے اس کی ترقی ہوئی۔ باقی رہیں وہ باتیں جو مسلمانوں نے دوسری قوموں سے لیں یا ان کی تصانیف کا ترجمہ کیا یا بعض جگہ فنون کو حاصل کیا تو اس سے اسلام کی تہذیب پر کوئی حرف نہیں آسکتا، کیونکہ یہ ایک طبعی امر ہے کہ دنیا میں تمام انسان ایک دوسرے کی مدد سے

Marfat.com

اپنی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اگر سچ پوچھو تو علم کی حقیقی قدر و منزلت اسی میں ہے کہ انسان اس حدیث شریف پر عمل کرے۔ الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدھا فھو احق بھا۔ حکمت و دانائی کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے پس وہ اسے جہاں بھی مل جائے، وہ اس کا حقدار ہے۔

اسلام کے کسی بڑے سے بڑے دشمن کو بھی یہ تسلیم کرنے میں تامل نہیں کہ اسلام کو صرف پچاس سال کے اندر اندر دنیا میں وہ روحانی عقلی اور مادی فتوحات حاصل ہوئیں جو اس سے پیشتر کی اُمتوں کو نصیب نہ تھیں، چنانچہ نپولین، سینٹ ہیلن میں ہمیشہ حیرت کے ساتھ یہ کہا کرتا تھا کہ عربوں نے دنیا کو صرف پچاس سال میں فتح کیا ہے۔ پس اگر نپولین جیسی ہستی جس کی نظروں میں کوئی بڑی سے بڑی فتح بھی نہ سماتی تھی، عربوں کی فتوحات کو حیرت کے ساتھ یاد کرے تو سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ عربوں نے دنیا میں کتنا عظیم الشان کام اور کتنی حیرت انگیز تہذیب چھوڑی ہے۔ چنانچہ انہوں نے تقریباً تین چار صدیوں تک دنیا پر اس خوبی و عزت کے ساتھ حکومت کی کہ روئے زمین کی کسی دوسری قوم نے ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد آہستہ آہستہ

Marfat.com

اخلاق کی کمزوری، کم ہمتی، احکامِ الٰہی سے غفلت اور باہمی رقابت کی وجہ سے وہ دن بدن کمزور اور مغلوب ہونے لگے اور اگر قیسی اور یمانی قبیلے، سرداری اور عزت کے لئے آپس میں لڑائی بھڑائی نہ کرتے تو یقیناً اہل عرب تمام یورپ کو فتح کر لیتے اور اسے بھی افریقہ کے شمالی حصے کی طرح ایک عربی ملک بنا لیتے۔

اسلام، باعثِ زوال نہیں

پس مسلمانوں پر جس قدر مصیبتیں آئیں، وہ ان کے اپنے اعمال ہی کا نتیجہ تھا۔ وہ احکامِ شریعت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے مغلوب ہو گئے ہیں۔ جب تک وہ کتاب وسنت کی پیروی کرتے رہے، وہ ترقی کرتے رہے اور دنیا کو فتح کرتے رہے، لیکن جب انہوں نے دین سے رُوگردانی کی اور قرآن کو محض پڑھنے اور گانے کے برابر سمجھ لیا تو وہ فوراً گر پڑے اور دشمنوں نے ان پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ مقابلہ کرنے سے فرق کا پتہ لگ سکتا ہے اس لئے ہم دیگر اقوام کی مثالیں دے کر اس چیز کو واضح کرتے ہیں۔

یونانی تاریخ کی مثال

عیسائیت سے قبل یونانیوں کی حالت یہ تھی کہ وہ دنیا کی سب سے

Marfat.com

زیادہ ترقی یافتہ قوم نہیں تو کم از کم ترقی یافتہ قوموں میں ضرور تھے۔ ان میں سے بعض ایسے افراد پیدا ہوئے جو فلسفہ کے بانی اور علوم و فنون کے ماہر تھے۔ ان میں سے بعض ہستیاں آج بھی آسمانِ علم و فلسفہ پر ستاروں کے مانند چمک رہی ہیں۔ یونانیوں کی تہذیب اور ترقی محض علوم و فنون میں محصور نہیں بلکہ ان میں ہر قسم کی مایۂ ناز ہستیاں موجود تھیں۔ چنانچہ اسکندر اعظم اُن عظیم و جلیل فاتحوں میں سے تھا جن کی مثالیں تاریخِ عالم میں بہت کم نظر آتی ہیں۔ اُس نے ملکوں کو فوجی طریق پر مسخر ہی نہیں کیا، بلکہ جہاں جہاں وہ جاتا تھا، اپنے ساتھ علوم و فنون کو بھی لے جاتا تھا، جس سے مغلوب قومیں سرسبز و شاداب ہوجاتی تھیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ اسکندریہ میں بطالسہ کی وہ سلطنت جو اپنے فلسفہ اور علوم میں شہرۂ آفاق تھی، سکندر ہی کی فتح کا نتیجہ تھی۔ القصہ یونانیوں کی تہذیب اور ترقی کوئی معمولی تہذیب نہ تھی، لیکن جب عیسائیت کا دَور دَورہ ہوا اور اہلِ یونان کچھ عرصہ کے بعد اس مذہب کو قبول کر کے عیسائی بن گئے تو وہ آہستہ آہستہ گرنے لگے اور اپنی خوبیوں کو ضائع کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آخرکار اپنی آزادی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اور سلطنتِ عثمانیہ میں تبدیل ہو کر ایک صوبہ کے برابر ہو گئے۔ آج اگرچہ کئی صدیوں کے بعد عیسائی رہتے

Marfat.com

ہوتے بھی وہ پھر خود مختار ہو گئے ہیں، لیکن ان کی موجودہ سلطنت پرانی سلطنت کے مقابلہ میں ایک ذرہ بھر بھی وقعت نہیں رکھتی۔

کیا آپ یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ یونانیوں کے تنزل کی وجہ عیسائیت تھی؟ وہ لوگ جو مسلمانوں کے مذہب کو ان کے قومی تنزل کا موجب قرار دیتے ہیں، یہاں کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ یونانیوں کے تنزل کا سبب عیسائیت ہی تھا۔

رومی تاریخ کی مثال

اہلِ یونان کے بعد ہم رومیوں کو لیتے ہیں۔ کسی زمانے میں وہ ایک عظیم اور منظم سلطنت کے مالک تھے اور دنیا کی کوئی قوم یا سلطنت ان کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتی تھی، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب انہوں نے شاہِ قسطنطین کے زمانہ میں عیسائیت کو قبول کیا تو وہ بھی آہستہ آہستہ زوال پذیر ہو گئے اور اپنی سلطنت کو شروع میں یورپ سے اور پھر ایشیا سے ضائع کر دیا۔ یہاں تک کہ پندرھویں صدی تک ان کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ اگرچہ وہ بھی یونانیوں کی طرح از سرِ نو زندہ ہو گئے۔ لیکن وہ سلطنت ایک مرتبہ ہاتھ سے نکل گئی، پھر کبھی حاصل نہ ہوئی۔

Marfat.com

اس جگہ پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے، کیا اہلِ روما کے زوال کا سبب عیسائیت تھا، بے شک کتنی علماء یہی کہتے تھے کہ رومیوں کے زوال کی وجہ "عیسائیت" ہے جیساکہ وہ مسلمانوں کے زوال کو اسلام پر محمول کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے، میرے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ عیسائیت میں شامل ہونے کے بعد ان لوگوں میں بہت سی خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں۔ مثلاً اخلاق فاضلہ کا فقدان، کم ہمتی، بدمعاشی اور بے حیائی وغیرہ اور ابن خلدون کے قول کے مطابق ان کی سلطنت بڑھی ہوگئی تھی، نیز ان اندرونی خرابیوں کے علاوہ بیرونی دشمنوں کے حملوں نے انہیں ہر لحاظ سے کمزور کردیا تھا۔ ان حالات میں ان کا زوال لازمی امر تھا۔ اگر اس زمانے میں عیسائیت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو بھی ان کا تنزل ناگزیر تھا اور ان کا وہی انجام ہوتا جو عیسائیت کے قبول کرنے کے بعد ہوا۔

مذہب و تہذیب کی بربیت

پس بعض تاریخ نویسوں کا دعویٰ کہ یونانیوں اور رومیوں کی عظمت کا ضائع ہونا عیسائیت کی وجہ سے تھا، درست نہیں ہے، اس لئے کہ مذہب کی تبدیلی سے اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتا کہ قوموں

Marfat.com

کے چند رسم ورواج اور قوانین بدل جاتے ہیں اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ اس تبدیلی سے لوگ بالکل نیست ونابود ہوجائیں۔ کوئی انسان کتنا بھی غور کرے، کبھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اصلاح خلق کیلئے بُت پرستی عیسائیت سے بہتر ہے اور یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسلام کے دشمن، اسلام پر حملہ کرنے کے وقت کرتے ہیں کہ "اسلام سے پیشتر مشرقی قومیں بہت خوشحال اور آباد تھیں اور ان کی تہذیب بہت اعلیٰ تھی، لیکن اسلام نے آکر ان کی تہذیب کو مٹا دیا۔ حالانکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معاملہ اس کے برعکس نظر آئے گا اور معلوم ہوگا کہ اسلام سے پیشتر مشرقی تہذیب تقریباً ناپید ہوچکی تھی، لیکن اسلام نے اُسے از سرِنو زندہ کرکے اسکی بنیادیں وغیرہ قائم کردیں، جس کے نتیجہ میں بغداد، بصرہ، سمرقند، بخارا، شام، مصر، قیروان اور قرطبہ جیسے بڑے بڑے شہر اور ملک آباد ہوگئے اور حق یہ ہے کہ دنیا میں مشرقی تہذیب کا جس قدر بھی اثر ہے، وہ صرف اسلام کی وجہ سے ہے جس نے مسلمانوں کو ایک ہاتھ میں قلم اور دوسرے میں تلوار دے کر ان ملکوں میں بھیجا جہاں پُرانے زمانے کے کسی مشرقی کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ وہاں تک پہنچا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

پس اس بارے میں نہ تو اسلام کا قصور ہے اور نہ قرآن کی کوتاہی بلکہ مشرقی تہذیب کے ضائع ہونے کے صرف دو سبب ہیں:
(۱) اسلامی ممالک پر صلیبیوں کے بیرونی حملے (۲) منگولوں کی اندرونی یورشیں۔ چنانچہ ان دونوں فریقوں نے اسلام کی محنتوں کو اپنے وحشیانہ سلوک سے تباہ و برباد کر دیا اور اس کے بڑے بڑے ملکوں کی تہذیب کو اُڑا کر رکھ دیا۔ علاوہ ازیں مسلمان بادشاہوں کی باہمی لڑائیاں، خواہشاتِ نفسانی کی پیروی، گمراہی، قرآن کے احکام کی نافرمانی اور ترکِ اخلاق نے اسلام اور اسلامی تہذیب کو ایسے ایسے نقصانات پہنچائے ہیں جو بیرونی دشمن بھی نہیں پہنچا سکے لیکن مشرقی تہذیب کو جس قدر نقصانات پہنچے ہیں ان سب کا گناہ ان وحشی فرنگیوں، منگولوں اور ان مسلمانوں کی گردنوں پر ہے جنہوں نے قرآن کریم کے احکام کو پسِ پشت ڈال کر اس کی آیتوں کو مفت فروخت کر دیا۔ یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ فرنگیوں نے عیسائیت کو کہیں تیسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی صدیوں میں جا کر قبول کیا، حتیٰ کہ یورپ کے مشرقی حصے کے بعض باشندوں نے دسویں صدی میں عیسائیت کی طرف توجہ کی، لیکن یورپ کی وہ ترقی جو اُسے علوم و فنون کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے

وہ تو محض چار صدیوں سے آہستہ آہستہ شروع ہوتی ہے گویا ان کی یہ ترقی قبولِ عیسائیت سے تقریباً سات آٹھ سو بلکہ ایک ہزار سال بعد شروع ہوتی ہے۔ اس سے ہمارا مطلب یہ نہیں کہ اس عرصہ سے پیشتر یورپ کے تمام باشندے تاریکی اور جہالت میں تھے، بلکہ ہمارا مطلب صرف اتنا ہے کہ اس زمانے میں عربوں کی تہذیب ان سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور اکمل تھی اور اس بات کی گواہی لوتس برتران اور ان کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ مورخوں کے سوائے تمام فرنگی تاریخ نویسوں نے دی ہے۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ ایک مشہور و معروف انگریز فلاسفر مسٹر ویلز نے مشرقی تہذیب کے بارہ میں ایک تاریخ لکھی ہے اور وہ موسیو گروسہ مشہور فرانسیسی تاریخ نویس کی یہ گواہی دیتے ہیں کہ قرونِ وسطیٰ میں اہلِ مغرب فرنگیوں کے استاد تھے اور اس زمانے کے فرنگی اہلِ مغرب کی شاگردی کو اپنے لئے قابلِ فخر سمجھتے تھے۔

قدیم یورپ کا تنزل اور موجودہ ترقی کے اسباب

کیا ہم ان صاف اور صریح شہادتوں کے بعد بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یورپ کی ہزار سالہ گمراہی اور قرونِ وسطیٰ کی جہالت محض عیسائیت کی وجہ سے ہے، ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ

Marfat.com

پروٹسٹنٹ عیسائی مذہب ہی کو مجرم قرار دیتے ہیں اور مذہب سے ان کی مراد کیتھولک مذہب ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اہل یورپ نے اسی وقت ترقی کے میدان میں قدم رکھا جب لوتھر اور کلفن نے پروٹسٹنٹ فرقہ کی بنیاد رکھی لیکن والٹر اور اس کے ہم خیال ملحد فلاسفروں کی یہ رائے ہے کہ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ میں کوئی خاص فرق نہیں ہے اور یہ دونوں مذہب انسان کو ترقی کرنے سے روکتے ہیں۔ چنانچہ جب والٹر کے سامنے لوتھر اور کلفن کا ذکر آیا تو اس نے کہا کہ یہ دونوں حضرت محمدؐ کے مقابلے میں ہیچ ہیں جس کا مطلب یہ تھا کہ ان دونوں نے اپنے ایجاد کردہ مذہب سے دنیا کی جس قدر صلاح کی ہے وہ حضرت محمدؐ کی اصلاح کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ قرونِ وسطیٰ کے فرنگیوں کی جہالت اور ان کی ہزار سالہ گمراہی کی ذمہ دار عیسائیت نہیں بلکہ اس کے خلاف عیسائیت نے یورپ کے وحشیوں کو کسی حد تک مہذب ہی بنایا ہے۔

دُور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ ہم جاپانیوں کی مثال سامنے رکھیں کہ ان میں بُت پرست بھی ہیں اور بودھ بھی، طاوی بھی ہیں اور کنفیوشیس کے مُرید بھی۔ دو ہزار سال تک وہ گُم نام رہے اور آخرکار

پچاس ساٹھ سال کے اندر ہی اندر انہوں نے اس قدر قابلِ رشک عزت سلطنت اور ترقی حاصل کی جس میں ہر قوم کے لئے عبرت اور بصیرت کا سامان موجود ہے۔ حالانکہ اہلِ جاپان بدستور بُت پرست اور مشرک ہیں۔ اس حقیقت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو بُت پرستی جاپانیوں کی سابقہ جہالت اور گمنامی کا باعث تھی اور نہ اُن کی سورج پرستی موجودہ ترقی کا باعث ہے، پھر یہ بات بھی سب کو معلوم ہے کہ جاپانیوں نے روسیوں کو شکست دی، حالانکہ ان کی مردم شماری روسیوں کے نصف کے برابر ہے اور پھر وہ بُت پرست بھی پرلے درجے کے ہیں اور خود عیسائی بھی متعصب عیسائی تھے۔ پھر ان حالات میں کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم روسیوں کی ذلت کا موجب ہے یا سورج دیوتاؤں کی عبادت سے جاپانیوں کو یہ ترقی اور عزت حاصل ہوتی ہے؟ صرف مذہب ہی نہیں، ترقی اور تنزل کے اور بہت سے اسباب ہوتے ہیں۔

اس موقع پر ہم جاپانیوں کی ترقی اور تہذیب کے دلائل کو پیش کرنا نہیں چاہتے، ورنہ ہم یہ ثابت کر دیتے کہ مقدس گھوڑے کے عقیدہ نے بھی جس کے متعلق اہلِ جاپان کا خیال ہے کہ وہ خاص خدا کی سواری کے لئے مقرر ہے، جاپانیوں کو ترقی کرنے سے نہیں روکا اور

نہ انہیں اپنی فطری ہمت اور عقلمندی سے فائدہ اٹھانے سے محروم کیا ہے؟
اگرچہ مختلف قوموں کی تاریخ میں اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، لیکن ہم صرف مندرجہ بالا مثالوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ بحث دوسری ہے، اگر بعض عیسائیوں کی طرف سے ہمیں یہ طعن نہ دیا جاتا کہ مسلمانوں کی ذلت کی وجہ ان کا مذہب ہے اور یہ کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" تو ہم سرے سے اس موضوع پر قلم ہی نہ اٹھاتے۔

مراکش کے گورنر جنرل موسیو سان نے ایک فرانسیسی اخبار میں ایک آرٹیکل شائع کر کے مراکش کے تنزل کو "شبِ اسلام" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اگر بعض اسلامی ملکوں کے چند روزہ زوال کو "شبِ اسلام" کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے تو "شبِ عیسائیت" کا بھی تصور کرنا چاہیئے جس میں یورپ تقریباً ایک ہزار سال تک مبتلا رہا۔ فرمایئے یہ "شب عیسائیت" کس قدر لمبی ہوگی؟

بہرحال یہ انصاف سے بعید ہے کہ مذہب کو ترقی اور زوال کا معیار قرار دیا جائے۔

قرآن حکیم اور ترغیبِ علم

اگر مسلمان ترقی کرنا چاہیں اور دوسری ترقی یافتہ اقوام کے

Marfat.com

پہلو بہ پہلو کھڑے ہونا چاہیں تو ان کا مذہب (اسلام) ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا بلکہ اُن کی ہمت اور دانشمندی کو اور زیادہ بڑھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کے اوراق علم وحکمت کی ترغیب سے لبریز ہیں۔ ہم اس ضمن میں چند آیاتِ قرآنی پیش کرتے ہیں:-

۱۔ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ط۔ (کیا جاننے والے یا نہ جاننے والے کبھی برابر ہو سکتے ہیں)؟

۲۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط (اللہ نے اس بات کی گواہی آشکار کردی کہ کوئی معبود نہیں ہے، مگر صرف اسی کی ذات یگانہ، عدل کے ساتھ (تمام کارخانہ ہستی میں) تدبیر وانتظام کرنے والی۔ فرشتے بھی (اپنے اعمال سے) اسی کی شہادت دیتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو علم رکھنے والے ہیں۔

۳۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ط یہ علم والوں کے سینوں میں محفوظ کھلی ہوئی آیتیں ہیں۔

درجاتِ علم کے متعلق فرمایا:-

۱۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ لا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

Marfat.com

درجات ط خدا تعالیٰ مومنوں اور علم والوں کے درجوں کو بلند کرے گا۔

۲ — وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (اور انہیں کتاب اور دانشمندی کی تعلیم دیتا ہے)

۳ — يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط (وہ جسے چاہتا ہے دانشمندی دے دیتا ہے اور جسے دانشمندی مل گئی تو یقین کرو اس نے بڑی ہی بھلائی پالی)۔

۴ — فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝ (ہم نے خاندان ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت دی تھی اور ساتھ ہی بڑی بھاری سلطنت بھی عطا فرمائی تھی۔

ایک جگہ خاص عربوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا ہے جو ان کو خدا تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، انہیں کتاب اور دانشمندی سکھلاتا ہے اور اس سے پیشتر تو وہ صریح گمراہی میں تھے۔

Marfat.com

بعض مخالفین کا یہ دعویٰ ہے کہ جس علم کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ تو محض علمِ دین ہے اور ان ہی مخالفین میں سے مراکش کا ایک شخص سیکار نامی بھی ہے، اس نے اسلام کے خلاف کچھ کتابیں لکھی ہیں، چنانچہ وہ اپنے ایک رسالہ "مراکش الکاتولیکیہ" میں لکھتا ہے کہ "جس علم کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے وہ محض علم دین ہے، اس سے کبھی بھی دوسرے علوم مُراد نہیں ہیں اور مسلمانوں نے عِلم کے لفظ کو صرف اس لئے عام کیا ہے کہ دوسروں کو یہ دکھایا جاسکے کہ قرآن نے کس قدر علوم کی قدر کی ہے" گویا کہ سیکار نے اِس قسم کی بے ہودگیوں اور جہالت کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اسلام کو سوائے علم دین کے اور کسی علم سے دلچسپی نہیں ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص علم اور حکمت کی آیات کے علاوہ ان آیتوں پر ذرا سا بھی غور کرے، جن میں زمین کی سیر و سیاحت کرنے کی ترغیب ہے تو وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ علم سے مراد محض علم دین نہیں بلکہ تمام علوم ہیں۔ جو لوگ عربی زبان سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ عطف اور معطوف کی صورت میں ہر ایک چیز اپنی الگ حیثیت رکھتی ہے اور دونوں سے مراد ایک ہی چیز نہیں ہوتی مثلاً وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ کی آیت سے ظاہر ہے کہ حکمت

Marfat.com

اور چیز ہے اور کتاب دوسری چیز ہے۔ حکمت سے مُراد وہ آیتیں نہیں ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں، بلکہ ان آیتوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ اس امر کا ثبوت اس حدیث میں موجود ہے جس میں رسول کریمؐ نے فرمایا ہے "علم سیکھو، خواہ تمہیں چین تک جانا پڑے"۔ پس ظاہر ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علم سے صرف علمِ دین مراد ہوتی، جیسا کہ خود سیکار کا دعویٰ ہے، تو آپ چین کو جانے کو ارشاد نہ فرماتے، اس لئے کہ چینی لوگ تو بُت پرست ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم میں بعض آیتوں کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ علم سے مراد عام علوم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۚ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ	کیا تم نے (یہ منظر) نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے جس سے مختلف رنگ کے پھل، سُرخ اور سیاہ مختلف رنگ کے پہاڑ اور انسان، چار پائے اور مختلف رنگ کے مخلوقات پیدا کئے ہیں۔ خدا سے تو اسکے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہوتے ہیں

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اس جگہ صاحب علم سے مُراد وہ علماء ہیں جو مذکورہ بالا چیزوں یعنی پانی، نباتات، پہاڑوں، رنگ برنگ کے جانوروں اور ان کے اسرار کا علم اور واقفیت رکھتے ہیں نہ کہ صرف نماز اور روزہ کے عالم۔

یہاں یہ بھی یاد رکھئے کہ سیکار جس نے اسلام سے اور قرآن کی علم نوازی سے انکار کیا، دراصل کیا ہے اور اس کا اصل مقصد کیا ہے؟ یہ فرانسیسی شخص شہر رباط میں دفتر امورِ اسلامیہ میں ملازم ہے اور افریقہ کے مسلمان بربریوں کو عیسائی بنانے کے سلسلہ میں موسیو لوئیس برنیو مدیر امور اسلامیہ کرنل مارکو ڈائرکٹر آف پریس اور کرنل مارتو مشاور امور اسلامیہ کو امداد دے رہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ فرانسیسیوں نے اس قسم کے لوگوں کو اسلامی کاموں میں صرف اس لئے مقرر کر رکھا ہے کہ جہاں تک ہو سکے وہ مراکش میں اسلام کی بنیادوں کو گرا دیں۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمان کیوں ایسے لوگوں کے ہم نوا ہو جاتے ہیں؟

حامیانِ ترقی سے ایک آخری لفظ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو تعلیم کی طرف توجہ دلانا

مقصود ہو تو قرآن کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم یورپ کی طرح قومی ترقی چاہتے ہیں نہ کہ دینی ترقی۔ ان اصحاب کی خدمت میں ہمارا جواب یہ ہے کہ ہمارا مقصود بھی ترقی ہے، خواہ وہ ترقی قومی ہو یا دینی، لیکن جس چیز سے ہمیں خوف معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنی ترقی کی بنیادیں قرآنی تہذیب پر قائم نہ کیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان، ملحد، نفس پرست اور گمراہ ہو جائیں گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کی ترقی کا نقصان اس کے فائدوں سے کہیں زیادہ ہوگا کیونکہ جب تک علمی تربیت کے ساتھ ساتھ دینی تربیت کی رہنمائی نہ ہوگی، مسلمان کبھی ایک نقطے پر جمع نہ ہوں گے۔ پھر یہ حال بھی صحیح نہیں ہے کہ یورپ کی ترقی محض قومی ترقی تھی اور اس میں دینی تربیت شامل نہ تھی۔ چنانچہ تیس۳۰ سال کا ذکر ہے کہ وزیر اعظم جرمنی نے پارلیمنٹ میں لیکچر دیتے ہوئے کہا تھا کہ " ہماری ترقی عیسائیت پر مبنی ہے" پس اگر جرمنی جیسی حکومت جو علوم و فنون میں اپنی مثال آپ ہے، اعلان کرتی ہے کہ اس کی ترقی دینی ترقی پر مبنی ہے تو دوسروں کی کیا حالت ہوگی؟ نیز کیا جرمنی، انگلینڈ یا دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں کوئی ایسی بھی یونیورسٹی مل سکتی ہے جس میں دینی علوم کی تعلیم

Marfat.com

نہ دی جاتی ہو؟

پھر یورپ میں جو قومی ترقی، وطنی ترقی اور قومیت کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں تو قوم و وطن سے ملک کی مٹی، پانی، درخت اور پتھر مراد نہیں ہوتے بلکہ اُن سے مراد ایک خون کے لوگ ہیں اور قوم اور وطن کا ہمیشہ یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ قوم جو ایک ہی ملک میں رہتی ہو اور اس کی تاریخ، رسم و رواج، مذہبی عقائد اور اخلاق و عادات وغیرہ ایک ہوں اور یہی وہ چیز ہے جس کی حفاظت کے لئے وہ لڑ رہے ہیں۔

اختتامیہ

پس اگر مسلمان ترقی کرنا چاہتے ہوں تو انہیں جان و مال کے ساتھ پوری طرح جہاد کرنا چاہیے۔ اس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ میں نے حصولِ علم کی بھی ترغیب دلاتی ہے مگر اس سے میرا مطلب یہ نہیں کہ مغربی فلاسفروں کے نظریوں اور ایجادات کا علم حاصل کیا جائے۔ بے شک یہ چیزیں مفید ہیں مگر علمِ حقیقی محض یہ ہے کہ نفس اور دولت کے ساتھ جہاد کیا جائے۔ جب یہ بات کسی قوم میں پیدا ہو جائے گی تو وہ باقی علوم پر خود بخود حاوی

Marfat.com

ہو جاتے گی۔ کسی چیز کو حاصل کرنے کے لئے اس کا عالم ہونا ضروری نہیں مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حکیم الشرق سید جمال الدین افغانی نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جب کسی جاہل شخص کا بیٹا بیمار پڑ جاتے تو وہ فوراً بہترین ڈاکٹر تلاش کرتا ہے۔ حالانکہ وہ علم طب سے بالکل بے بہرہ ہوتا ہے" اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ محمد علی شاہ مصر عالم نہ تھا بلکہ شاید ان پڑھ ہی تھا لیکن اس کے باوجود اس نے مصر کو اس حد تک بیدار اور زندہ کر دیا تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اسے بڑے بڑے خوشحال اور معزز ملکوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ یہ محض اس کے عزم اور ترغیب علم وعمل کا نتیجہ تھا۔

اگر مسلمان ہمت سے کام لیں اور احکامِ قرآن کی پیروی کریں تو بیشک وہ بھی علم اور ترقی کے لحاظ سے فرنگیوں، امریکیوں اور جاپانیوں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ہم میں کمی صرف اتنی ہے کہ ہم کام کچھ نہیں کرتے اور مایوسی اور نااُمیدی میں ڈوبے رہتے ہیں، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ناامیدی کو اپنے دلوں سے محو کر دیں اور اس یقین کے ساتھ کوشش کرتے رہیں کہ ہم اپنے کام، اپنی کوشش، اپنی ہمت اور اپنی کتاب کے احکام پر عمل کرنے کے ذریعے سے ضرور اپنے مقصد تک پہنچ جائیں گے۔ آخری لفظ یہ ہے کہ ہم جان اور مال سے جہاد کریں۔ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا

Marfat.com

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(جنہوں نے ہمارے لئے جہاد کیا، ہم انہیں ضرور اپنی راہیں دکھائینگے اور اللہ اچھے کام کرنے والوں کے ساتھ ہے)

شکیب ارسلان

Marfat.com

مکمّل اُردو ترجمہ

صحیح بخاری شریف

احادیثِ نبوی کا لازوال ذخیرہ

مترجمہ علّامہ مرزا حیرت دہلوی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب بخاری شریف ہے جس کو امام بخاریؒ نے سالہا سال کی کوشش کے بعد جمع کیا تھا۔

یہ کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی اس لئے عرصہ دراز سے شائقین کی تمنّا تھی کہ اس کا اُردو ترجمہ شائع کیا جائے الحمد للہ کہ اب اس کا اُردو ترجمہ تین۳ جلدوں میں مکمل صحت کے ساتھ شائع ہوگیا ہے۔

قیمت کامل در ۳ جلد مجلّد:- چوبیس۲۴ روپے

فی حصّہ مجلد آٹھ روپے

نور محمد۔ کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی

Marfat.com

کتاب التوحید اُردو

اس کتاب میں توحید کی حقیقت، اس کے حدود، شرک اور اس کی خرابیاں اور اس میں مبتلا ہو جانے کے تمام راستوں کو ہر باب کے مطابق قرآن اور حدیث کی صاف اور واضح شہادتوں سے بیان کر دیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں، بہت سی بدعتیں اور برائیاں ظاہر ہوں گی، ضروری ہے کہ ہر شخص اس کو نہایت غور وتدبر سے پڑھے۔ اس تاریک دور میں اس اصلاحی کتاب کا ہر مسلمان کے زیر مطالعہ رہنا نہایت ضروری ہے۔

صفحہ کے ایک طرف اصل عربی اور اس کے مقابل میں اُردو ترجمہ نیز جا بجا ضروری تشریحات سے کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

قیمت مجلد تین روپے

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ، کراچی

Marfat.com

سیرتِ پاکؐ

خدا کا آخری پیغام لانے والے حضرت محمد صلعم کی زندگی کے پاکیزہ حالات جن کو بشیر محمد شارق نے بڑی عمر کے کم پڑھے لوگوں اور طالب علموں کے لئے نہایت دلکش انداز اور بڑی سادہ و پیاری اُردو زبان میں قلم بند کیا ہے۔ واقعات اس قدر دلچسپ ہیں کہ شروع کیجئے تو بغیر ختم کئے دل نہیں مانتا۔ اسکے پڑھنے سے بچوں کے دل میں حضورؐ کی عزت و وقعت اور محبت بیٹھتی ہے اور بڑوں کے دل عبرت و سبق حاصل کرتے ہیں۔

اس مختصر مگر جامع کتاب میں تقریباً تمام حالات آگئے ہیں لیکن زبان اتنی شگفتہ ہے کہ کسی طرح بھی پڑھنے والے کی طبیعت کو بار معلوم نہیں ہوتا۔

یہ کتاب ہر شخص کے لئے مفید اور مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے جس کا ایک ایک لفظ دنیا کو سچی محبت کا سبق دیتا ہے۔ غرض تمام ضروری معلومات کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں مولانا حالیؒ کی مقبول عام مسدس کا وہ حصہ بھی شامل ہے جس کے پڑھنے سے قدیم عرب کی پوری حالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

ناممکن ہے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد رسول اللہؐ کی محبت و عزت اور اسلام کی سچائی کا اثر پڑھنے والے کے دل میں نہ پیدا ہو۔

کاغذ اعلیٰ۔ کتابت و طباعت زیدہ زیب۔ قیمت مجلد ایک روپیہ آٹھ آنے۔

نُور محمدؐ، کارخانہ تجارت کُتب۔ آرام باغ۔ کراچی

Marfat.com

تفسیر ابنِ کثیر اُردو

یہ علامہ ابن کثیر دمشقی کی بلند پایہ و مشہور عالم تفسیر کا ترجمہ ہے

یہ تفسیر دنیائے اسلام میں بہترین اور مستند تسلیم کی گئی ہے۔ ہر زمانہ کے علماء نے اس کو قبولیت کا شرف بخشا ہے اور امّ التفاسیر کا لقب دیا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سب سے مفید، سب سے زیادہ قرآن کریم کو بطریق سلف صالحین سمجھا دینے والی "تفسیر ابن کثیر" ہی ہے اور اس کے بعد تمام عربی و اُردو تفاسیر اسی سے ماخوذ ہیں۔ علامہ ابن کثیر سب سے پہلے تو کلام اللہ کی آیت کی تفسیر کلام پاک کی دوسری آیت سے کرتے ہیں، پھر احادیث سے، پھر سلف صالحین سے۔ تمام احادیث و آثار کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ تفسیر دنیا کی تمام تفسیروں سے اعلیٰ ہے۔ ...... شائقین کی آسانی کے لئے یہ تفسیر الگ الگ پاروں کی شکل میں نہایت اعلیٰ کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔

قیمت کامل مجلد پچپن روپے — ۵۵/- الگ الگ پارے بھی مل سکتے ہیں۔

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی

Marfat.com

موطا امام مالکؒ

عربی معہ ترجمہ اردو و فوائد از علامہ وحید الزمانؒ

حضرت امام مالکؒ کا محدثین میں جو اعلیٰ مرتبہ ہے اس سے کوئی ذی علم ناواقف نہیں۔ آپ مدینۃ الرسول کے مقبول اور مسلّم استاذ الحدیث تھے۔ اور ساٹھ سال تک حرم مدینہ میں روایت حدیث میں مشغول رہے۔

"موطا امام مالک" احادیث کا وہ قیمتی ذخیرہ ہے جس کو سالہا سال امام مالک نے ہر کسوٹی پر پرکھ کر اپنی جمع کردہ احادیث سے انتخاب فرما کر مسلمانانِ عالم کے لئے مرتب کیا۔ جب امام مالکؒ نے اس کتاب کو مرتب کیا اس وقت لوگوں کے پاس کوئی کتاب حدیث کی نہ تھی۔ موطا کو امام مالکؒ نے ستّر فقیہوں کے سامنے پیش کیا اور سب نے اس کے ساتھ موافقت کی۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ "آسمان کے نیچے کتاب اللہ کے بعد کوئی کتاب امام مالکؒ کی موطا سے زیادہ صحیح نہیں ہے"۔

اس میں ایک ہزار ستائیس (۱۰۲۷) احادیث و آثار جمع ہیں

اس کتاب کو اس خوبی کے ساتھ طبع کیا گیا ہے کہ آج تک کتابت وطباعت کا حق ادا نہ ہوا ہوگا۔ قیمت مجلد بارہ (۱۲) روپے

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی

Marfat.com

علاماتِ قیامت

اس کتاب میں رسول کریم کے وقت سے لیکر قیامت تک کے ہر انقلاب عظیم اور اسکے نتائج کا ذکر ہے۔ یہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مع اسناد و حوالہ جات تحریر شدہ حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کی وہ بیش بہا تصنیف ہے جس کا حضرت مولانا نور محمد نے زمانہ کی ضرورتوں پر لحاظ کر کے اپنے ملکی بھائیوں کے لئے شیریں و آسان اُردو زبان میں ترجمہ کیا۔

درحقیقت اس سے بڑھ کر نہایت صحیح اور مستند آثارِ قیامت آج تک آپ کی نظر سے نہ گزرے ہوں گے۔ ہر لحاظ سے قابلِ قدر اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔ قیمت بلا جلد آٹھ آنے۔ مجلد ایک روپیہ۔

نور محمد، کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی

Marfat.com

اسبابِ زوالِ اُمّت

مجاہدِ اعظم علامہ امیر شکیب ارسلانؒ

ناشر

کارخانہ تجارتِ کتب - آرام باغ، کراچی

قیمت مجلد -۸-۱

Marfat.com